اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

بارہویں اسمبلی / ستراہواں اجلاس (چودھویں نشست)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ بروز سوموار مورخہ 17/نومبر 2025ء بمطابق ی ۲۵/جمادی اوّل ۱۴۴۷ھ۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	وقفہ سوالات۔	04
3	رخصت کی درخواستیں۔	05
4	سرکاری کارروائی برائے قانون سازی۔	05
5	**قرارداد نمبر 68۔**	06
6	**قرارداد نمبر 69۔**	22

جلد 17 ☆☆☆ شمارہ 14

ایوان کے عہدیدار

اسپیکر۔۔۔۔۔کیپٹن (ر) جناب عبدالخالق خان اچکزئی

ڈپٹی اسپیکر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میڈم غزالہ گولہ بیگم

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب طاہر شاہ کاکڑ

اسپیشل سیکرٹری (قانون سازی)۔۔۔۔جناب عبدالرحمٰن

چیف رپورٹر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب خالد احمد قمبرانی

☆☆☆

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

بروز سوموار مورخہ 17/نومبر 2025ء بمطابق ۲۵/جمادی اوّل ۱۴۴۷ھ۔

بوقت شام 4:00 بجے زیرصدارت کیپٹن (ر) جناب عبدالخالق خان اچکزئی، اسپیکر،

بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب اسپیکر: اَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَّ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ **از** حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللّٰه الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

وَجَاهِدُوْا فِی اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ط هُوَ اجْتَبٰكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَیْكُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ ط مِلَّةَ اَبِیْكُمْ اِبْرٰهِیْمَ ط هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِیْنَ ۙ مِنْ قَبْلُ وَفِیْ هٰذَا لِیَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِیْدًا عَلَیْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَی النَّاسِ صلے فَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ط هُوَ مَوْلٰكُمْ ج فَنِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ ۝ ع ۷۸

﴿ پارہ نمبر ۱۷ سُوْرَةُ الْحَجّ آیت نمبر ۷۸ ﴾

ترجمہ: اور محنت کرو اللہ کے واسطے جیسی کہ چاہیے اس کے واسطے محنت اس نے تم کو پسند کیا اور نہیں رکھی تم پر دین میں کچھ مشکل دین تمہارے باپ ابراہیم کا اسی نے نام رکھا تمہارا مسلمان پہلے سے اور اس قرآن میں تاکہ رسول ہو بتانے والا تم پر اور تم ہو بتانے والے لوگوں پر سو قائم رکھو نماز اور دیتے رہو زکوٰۃ اور مضبوط پکڑ و اللہ کو وہ تمہارا مالک ہے سو خوب مالک ہے اور خوب مددگار۔صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمِ۔

☆☆☆

جنابِ اسپیکر: اَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَکَاتُه'۔هُوَ مَوْ لَا کُمْ فَنِعْمَ الْمَوْ لَا وَنِعْمَاالنَّصِیْرِ۔صَدَقَ اللّٰهُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْم۔۔وقفہ سوالات۔

میر زابدعلی ریکی صاحب اپنا سوال نمبر 43 دریافت فرمائیں۔میر زابدعلی ریکی صاحب again وہ۔سیکرٹری صاحب! کوئی چھٹی کی درخواست نہیں آئی اُن کی؟ میر زابدعلی ریکی صاحب! اپنا سوال نمبر 44 ، again محکمہ خزانہ سے متعلق ہے۔میر زابدعلی ریکی صاحب اپنا سوال نمبر 45 ، again محکمہ خزانہ سے متعلق ہے۔ جناب رحمت صالح بلوچ سوال نمبر 236 محکمہ خزانہ زابدعلی ریکی صاحب سوال نمبر 46 بھی ہے چاروں کا چاروں محکمہ خزانہ سے متعلق ہیں لہٰذا اِن کو next session تک defer کیا جاتا ہے۔جی۔

میر شعیب احمد نوشیروانی (وزیر محکمہ خزانہ و مائنز اینڈ منرلز ڈویلپمنٹ): اگر ہو تے ہیں تو زیادہ بہتر مناسب فرما سکتے تھے لیکن میری آپ سے درخواست ہے کیونکہ یہ پچھلے سال کے question ہیں اِس دفعہ بھی irrelevant ہو گئے ہیں تو کافی حد تک وہ issue resolve ہو گئے تھے تو اِس لئے میری آپ سے گزارش ہے کہ اِس کو اگر dispose off کر دیں سر!۔

جنابِ اسپیکر: done disposed off۔محکمہ خزانہ سے متعلق 4 questions زابدعلی ریکی صاحب کے ہیں انکو dispose off کئے جاتے ہیں۔ جناب رحمت صالح بلوچ صاحب، سوال نمبر 236 وہ بھی محکمہ خزانہ سے متعلق ہے رحمت صالح صاحب یہاں موجو نہیں ہیں۔یہ بھی پچھلے سال کا ہے؟ ٹھیک۔

وزیر محکمہ خزانہ و مائنز اینڈ منرلز ڈویلپمنٹ: previous session میں یہ question اُن کی طرف سے آیا تھا تو اُنہوں نے کہا جب آئیں گے اِنشاءاللہ تو اِس جواب سے میں مطمئن ہوا آپ dispose off کر لیں۔

جنابِ اسپیکر: question no 236 disposed off میر زابدعلی ریکی صاحب کا سوال نمبر 150 محکمہ معدنیات سے متعلق ہے میر زابدعلی ریکی صاحب نہیں ہیں۔مولوی نوراللہ صاحب سوال نمبر 176 دریافت فرمائیں محکمہ معدنیات سے متعلق ہے۔۔۔(معزز رکن بغیر مائک کے بولتے رہے) روح اللہ؟ کیا نام ہے اِسکا؟

وزیر محکمہ خزانہ و مائنز اینڈ منرلز ڈویلپمنٹ: نوراللہ لکھا ہے spelling mistake ہے۔

جنابِ اسپیکر: وہ صرف typing mistake ہے اُس کے اندر وہ ٹھیک ہے typing mistake ہے۔

وزیر محکمہ خزانہ و مائنز اینڈ منرلز ڈویلپمنٹ: جنابِ اسپیکر!

جنابِ اسپیکر: جی منسٹر صاحب۔

وزیر محکمہ خزانہ و مائنز اینڈ منرلز ڈویلپمنٹ: یہ مائنز کے حوالے سے جو سوالات ہیں حاجی زابد صاحب کے اور مولوی

نور اللہ صاحب کے اُن سے میری بات اِس سلسلے میں نہیں ہوئی ہے۔ لہٰذا اگر آپ اِس کو defer کرنا چاہیں یا dispose off یہ آپ کے صوابدید ہے۔

جناب اسپیکر: ok done۔ محکمہ معدنیات سے متعلق زاہد علی ریکی کا سوال نمبر 150 اور مولوی نور اللہ صاحب کا 176 ڈیفر کئے جاتے ہیں۔

جناب اسپیکر: رُخصت کی درخواستیں۔

سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب طاہر شاہ کاکڑ (سیکرٹری اسمبلی): نواب محمد اسلم خان رئیسانی صاحب، اور ڈاکٹر عبدالمالک صاحب نے آج تا اختتام اجلاس جبکہ میر محمد عاصم کرد گیلو، میر عبدالصمد خان گورگیج صاحب، میر جہانزیب مینگل صاحب اور جناب رَوِی کمار پہوجہ نے آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر: رخصت کی درخواستیں منظور کی جائیں؟

جناب اسپیکر: رُخصت کی درخواستیں منظور ہوئیں۔

جناب اسپیکر: سرکاری کارروائی برائے قانون سازی۔

بلوچستان پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 38 مصدرہ 2025ء) کا پیش و منظور کیا جانا۔

جناب اسپیکر: وزیر برائے محکمہ خزانہ، بلوچستان پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 38 مصدرہ 2025ء) پیش کریں۔

وزیر محکمہ خزانہ و مائنز اینڈ منرلز ڈویلپمنٹ: بسم اللہ الرَّحمٰن الرَّحیم۔ مَیں وزیر برائے محکمہ خزانہ، بلوچستان پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 38 مصدرہ 2025ء) پیش کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: بلوچستان پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 38 مصدرہ 2025ء) پیش ہوا۔ جی منسٹر صاحب!۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: پرسوں جب یہ پیش ہو رہا تھا اجلاس میں تو سی ایم صاحب سے بھی بات ہوئی request یہی تھی کہ اِسکو کمیٹی کے حوالے کر دیں اِس میں کچھ چیزیں ایسی ہیں شق جو اُسے discuss کر کے پھر آگے آپ کے لئے بھیج دیں گے۔

جناب اسپیکر: ok جی منسٹر فنانس پلیز۔

وزیر محکمہ خزانہ و مائنز اینڈ منرلز ڈویلپمنٹ: مزید جو اس پر discuss اور deliberation کے لئے کمیٹی کے سپرد کریں۔

جناب اسپیکر: بلوچستان پبلک پرائیویٹ پارٹنر شپ کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 38 مصدرہ 2025ء) کو اسٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔ جی صادق عمرانی صاحب۔

میر محمد صادق عمرانی (وزیر محکمہ آبپاشی): آپ بل پیش کرتے ہیں کم سے کم ایک دن یا دو دن پہلے اُسکی کاپی دے دیں تاکہ اُس کو دیکھیں پڑھ کے آدمی تیاری سے کوئی ترمیم یا کوئی اُس کو بہتر بنانے کی کوشش کریں۔ اب پتہ نہیں چلتا ہے کہ آج جب اجلاس ہے ٹیبل پر بل پڑا ہوا ہے کہ یہ کرنا ہے تو اس کے لئے کم سے کم دو دن کا ٹائم تو دیا کریں۔

جناب اسپیکر: سر! اُس میں گزارش یہ ہے کہ جمعہ کے دن آپ کے ساتھ ایجنڈا پیش ہوا تھا اُس ایجنڈے کے ساتھ بھی یہ یہ قراداد۔

وزیر محکمہ آبپاشی: سر! مَیں generally بات کرتا ہوں سارے بلز کی۔

جناب اسپیکر: ok ٹھیک ہے noted۔

وزیر محکمہ آبپاشی: اب اجلاس ہو رہا ہے ابھی ٹیبل پر پڑا ہوا ہے۔ اب اِس میں ہم لوگ کیا تیاری کر سکتے ہیں۔

جناب اسپیکر: noted, noted

وزیر محکمہ آبپاشی: ہم بھی چاہتے ہیں کوئی بہتری ہو۔ کوئی بل ہے کوئی قانون ہے اُس کو بہتر بنانے کے لئے وہ چیز آدمی study بھی کریں۔

جناب اسپیکر: done done۔ قراردادیں۔

جناب اسپیکر: جناب اصغر علی ترین صاحب آپ اپنی قرارداد نمبر 68 پیش کریں۔ میڈم! ایجنڈے کے بعد آپ کو موقع دیں گے تقریباً جی بیٹھیں۔

جناب اصغر علی ترین: **قرارداد نمبر 68۔** ہرگاہ کہ پشین، چمن، خانوزئی، ژوب، مسلم باغ، لورالائی اور کوئٹہ سے تعلق رکھنے والے پشتون باشندے کاروباری سرگرمیوں کے سلسلے میں کراچی شہر اور سندھ کے دیگر مضافاتی علاقوں میں جاتے ہیں جن میں سے بیشتر کا تعلق ہوٹلنگ اور دیگر کاروبار سے ہے جنہیں گزشتہ ایک ماہ سے مسلسل سندھ پولیس اور کراچی کے لینڈ مافیا کی جانب سے بلاوجہ ہراساں کیا جا رہا ہے۔ تاکہ وہ اپنا چلتا کاروبار چھوڑ کر سندھ سے واپس بلوچستان آنے پر مجبور ہو جائیں۔ یہ طرزِ عمل نہ صرف کاروباری طبقے کے معاشی نقصان کا باعث بن رہا ہے بلکہ بین الصوبائی رابطوں اور قومی یکجہتی کے اصولوں کے بھی سراسر منافی ہے۔ لہٰذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے

کہ وہ فوری طور پر حکومت سندھ سے رجوع کرے کہ وہ کراچی شہر اور سندھ کے دیگر مضافاتی علاقوں میں آباد پشتونوں کے ساتھ جاری ناانصافی اور ظلم کی فوری روک تھام کی بابت عملی اقدامات اُٹھائے تاکہ صوبہ سندھ میں آباد پشتون قبائل کو اپنے کاروبار کے سلسلے میں تحفظ فراہم ہو سکے اور وہ بلاخوف وخطر اپنا کاروبار اور روزگار جاری رکھ سکیں۔

جناب اسپیکر: قرارداد نمبر 68 پیش ہوئی۔ کیا محرک اپنی قرارداد کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے؟

جناب اصغر علی ترین: شکریہ جناب اسپیکر صاحب! آپ کو معلوم ہے کہ بلوچستان کے لوگ بالخصوص جو پشتون بیلٹ کے لوگ ہیں اُن کی ہوٹلنگ ایک بزنس ہے اور وہ اکثر اوقات 90% لوگ ہمارے آپ کہہ سکتے ہیں کہ یہاں سے جاتے ہیں کراچی اور کراچی میں اُن کی ہوٹلنگ کا بزنس ہے وہ ہوٹلنگ کا کاروبار کرتے ہیں اور تقریباً کراچی میں جتنے بھی چائے کے یا کھانے پینے کے ہوٹل ہیں ان میں تقریباً 90% لوگوں کا تعلق بلوچستان سے ہے اور بالخصوص پشتون بیلٹ سے ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! پاکستان پیپلز پارٹی ایک بہت بڑی سیاسی پارٹی ہے اور جمہوریت کے لیے بڑی قربانیاں دی ہیں اور پاکستان پیپلز پارٹی میں ہر طرح کے لوگ ہیں بلوچ بھی ہیں سندھی بھی ہیں پٹھان بھی ہیں سرائیکی بھی ہیں ہر طبقہ کے لوگ ہیں ۔حتیٰ کہ بلوچستان میں جو ابھی حکومت چل رہی ہے یہ پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! افسوس اس بات کا ہے کہ چند عرصہ سے یہ دیکھنے میں آرہا ہے کہ جو پشتون لوگ وہاں ہوٹلنگ کا بزنس کر رہے ہیں اُن کے ہوٹل seal کیے جارہے ہیں اُن کو زدوکوب کیا جارہا ہے اُن کو گرفتار کیا جارہا ہے دوسری سائیڈ پر اگر تجارت کی بات کی جائے تو وہاں پر جو طارق روڈ پر ہم آئے ہیں سوشل میڈیا پر دیتے ہیں وہاں کے لوگ پٹھان کاروباری حضرات ہم سے رابطہ کرتے ہیں آئے دن اُن کے گوداموں پر چھاپے پڑتے ہیں ان کے کپڑے اُٹھا کے لے جاتے ہیں تھان اُٹھا کے لے جاتے ہیں کہ جی یہ انٹی سمگلنگ کا مال ہے اب سوال یہ ہے کہ یہ سمگلنگ کہاں سے آئی ہے؟ یعنی چمن بارڈر یا نوشکی بارڈر سے یہاں سے مال روانہ ہوتا ہے کراچی طارق روڈ پہنچ جاتا ہے پھر جا کے کسٹم اہلکار کو ہوش آتا ہے کہ یہ جو سمگلنگ کا مال ہے یہ اتنا راستہ ان کو facilitate کس نے کیا ہے؟ اور کیا اُن کے پاس کوئی پروف ہے کہ یہ کسٹم کا ہے یا انٹی سمگلنگ کا ہے؟ تو جناب اسپیکر صاحب! رات کے دو تین بجے ان کے گوداموں کے تالے توڑ کر وہاں سے سامان نکالا جاتا ہے پھر لوڈ کیا جاتا ہے پھر فائر ہوتا ہے تو جناب اسپیکر صاحب! یہ تحفظ اُن کو کون دے گا؟ اگر ایک بندہ یہاں سے جاتا ہے کراچی ایک سال دو سال کے لیے وہ مسافر ہوتا ہے اپنے ماں باپ بچے احباب گھر کو چھوڑ کے وہاں ہوٹلنگ میں چائے فروخت کرتا ہے یا پراٹھا پکاتا ہے یا کوئی سالن فروخت کرتا ہے تو جناب اسپیکر صاحب! اس کو بلاوجہ تالا لگا کے پورے بیلٹ کو تالا لگا کے ہوٹلوں کو بند کیا جاتا ہے اگر وہاں بزنس کا کاروبار کرتا ہے کپڑوں کا کاروبار کرتا

ہے اس کو اینٹی سمگلنگ کا نام دے کر اُس کو تالا لگایا جاتا ہے یا اُس کو واپس کسٹم ہاؤس لے کے جاتا ہے تو جناب اسپیکر صاحب! کیا یہ زیادتی نہیں ہے؟ ان کے خلاف کون بات کرے گا؟ اِن کے حق میں کون بات کرے گا؟ کیا سندھ اسمبلی بات کرے گی؟ کیا وہاں وہ بلوچستان کی نمائندگی کرے گی؟ کون کریں گے مجھے آپ بتائیں جناب اسپیکر صاحب! یقین جانیں یہ لوگ اتنے ذلیل ہو رہے ہیں ہمارے پشتو بھائی وہاں پر جو بزنس کر رہے ہیں چاہیے اوٹلنگ کا ہو چاہے کپڑوں کا کہ آپ سوچ نہیں سکتے۔ بلاوجہ تھانوں میں اُن کو چھ چھ دن رکھا جاتا ہے بغیر ایف آئی آر کے بلاوجہ اُن کو زدوکوب کیا جاتا ہے بلاوجہ رات کو تین بجے تالے توڑے جاتے ہیں ان کا سامان نکالا جاتا ہے بلاوجہ ان کے ہوٹل seal کیے جاتے ہیں۔ اب ایک آدمی جو ہوٹل چلا رہا ہے وہ کس کو جانتا ہے؟ کیا SHO کو جانتا ہے؟ کیا وہ سب انسپکٹر کو جانتا ہے؟ وہ ہیڈ محرر ایک سپاہی کو نہیں جانتا وہ کس سے بات کرے گا وہ کہاں جا کے روئے گا؟ جناب اسپیکر صاحب! یہاں پیپلز پارٹی کے ہمارے دوست بیٹھے ہوئے ہیں سنجیدہ دوست بیٹھے ہوئے ہیں میری اِن سے ریکویسٹ ہے بالخصوص صادق عمرانی صاحب سے سرفراز بگٹی صاحب تو نہیں ہیں صادق عمرانی صاحب بیٹھے ہوئے ہیں اِن سے میری ریکویسٹ ہے کہ kindly آپ سندھ حکومت سے بات کریں اِن کے وفد کو بلا لیں اُن کو سن لیں چاہے ہوٹلنگ کا وفد ہو چاہے وہ طارق روڈ پر تاجران کا وفد ہو اُن کو کون سنے گا؟ علی حسن زہری صاحب بیٹھے ہوئے ہیں اِن سے بھی ہم ریکویسٹ کرتے ہیں کہ آپ صدر زرداری صاحب کے ساتھ ون ٹو ون ہیں آپ سندھ گورنمنٹ کے ساتھ ون ٹو ون ہیں علی مدد صاحب بیٹھے ہوئے ہیں اور ہمارے دوست بیٹھے ہوئے ہیں کہ خدارا ہمارے بھائی آپ کے بھائی ہیں ہمارے بچے آپ کے بچے ہیں یہ کہاں جائیں؟ جناب اسپیکر صاحب! یہاں نہ کوئی فیکٹری ہے۔۔۔

(خاموشی/اذانِ عصر)

جناب اسپیکر: جی اصغر ترین صاحب۔

جناب اصغر علی ترین: شکریہ جناب اسپیکر صاحب! جناب اسپیکر صاحب! آپ بخوبی اس بات صاحب کو علم بھی ہے کہ بلوچستان میں نہ مل ہے نہ کارخانے ہے نہ فیکٹری ہے۔ بارڈر کے حالات آپ کے سامنے ہیں کہ کیا situation وہاں چل رہی ہے اب یہ لوگ جو جا رہے ہیں ایک شہر میں اگلے شہر میں یا اگلے صوبے میں روزگار کمانے کے لیے جناب اسپیکر صاحب! کم از کم حکومتوں کو چاہیے چاہے وہ کسی بھی صوبے کی حکومت ہو کسی پارٹی کی حکومت ہو اُن کو تحفظ دے ان کو facilitate کرے اُن کی مشکلات کا ازالہ کرے ان کی پریشانی کا حل نکالے نہ کہ ہر جگہ ایک سرچ آپریشن کے نام سے نا کہ یہاں کیوں تجارت کرو یہاں کیوں بزنس کر رہے ہو۔ جناب اسپیکر صاحب! ہمارے لوگ بھی بڑی محدود جمع پونجی ہیں۔

جناب اسپیکر: یہ کون کرتا ہے پولیس یا رنجرز ہیں؟

جناب اصغر علی ترین: جناب سپیکر صاحب! سندھ پولیس کرتی ہے سندھ حکومت کرتی ہے کمشنر اور ڈپٹی کمشنر کراچی کرتے ہیں جناب اسپیکر صاحب! بھی وہ لوگ کرتے ہیں۔

جناب اسپیکر: مطلب کسٹم وغیرہ رینجر۔

جناب اصغر علی ترین: یہ جناب اسپیکر صاحب! سوشل میڈیا پر بڑا واضح ہے اور جو یہاں ہمارے چونکہ میرا تعلق ضلع پشین سے جناب اسپیکر صاحب! وہاں جو ہمارے لوگ آباد ہیں یا ہوٹلنگ کا کام کرتے ہیں اُن کا ہم سے رابطہ ہوتا ہے کہ ہمارے ساتھ یہ ناجائز ہو رہا ہے ہمارے ساتھ یہ ظلم اور ہے ہمارے ساتھ یہ ہو رہا ہے جناب اسپیکر صاحب! ہمارے لوگوں کی بڑی محدود پونجی ہے اور یہ تھوڑے سے پیسے لے کر وہاں رینٹ پر ہوٹل لے لیتے ہیں پھر اُس کو رنگ روغن کر کے کرسیاں لگا کے کوئی چائے بیچتا ہے کوئی پراٹھا اور کوئی سالن کو یہ تو ایک چھوٹی سی جمع پونجی ہے اگر آپ اس کو 10 دن کے لیے مہینے کے لیے seal کر دیں اور ان سے کہیں کہ آپ فارغ ہیں واپس کوئٹہ جائیں تو پھر بندہ کدھر جائے؟

جناب اسپیکر: ok۔

جناب اصغر علی ترین: اور جناب اسپیکر صاحب ایک سائیڈ پر اگر ایک بندہ اپنا بزنس کر رہا ہو اینٹی سمگلنگ کے نام پر سمگلنگ کے نام پر کہ جی یہ غیر ٹیکس شدہ ہے تو اُس پر چھاپے مار رہے ہیں اور ان کے گوداموں سے سامان نکالے جناب اسپیکر صاحب! یہ بھی کوئی حل تو نہیں ہے اور بنیادی بات جو میں آپ سے کرنا چاہتا ہوں اور جو آپ کی رولنگ میں چاہتا ہوں چونکہ آپ جس چیئر پہ بیٹھے ہیں آپ کے پاس یہ اختیار ہے آپ رولنگ دے سکتے ہیں کوئی دو بندے ہم سے ہمیں بتا دیں دو ہمارے ممبر صاحبان جن کا تعلق پیپلز پارٹی سے ہو دو اپوزیشن سے ایک کمیٹی بنائیں رولنگ دیں تا کہ وہ جا کے سندھ گورنمنٹ کے ساتھ بیٹھیں جو لوگ ہیں۔۔۔

جناب اسپیکر: اِس پر ذرا آپ دومنٹ کیلئے علی حسن سے رائے لے لیتے ہیں۔

جناب اصغر علی ترین: میں کمپلیٹ کرلوں سر!؟

جناب اسپیکر: جی جی پلیز کریں۔

جناب اصغر علی ترین: میری ایک ریکویسٹ ہے آپ سے آپ رولنگ دیں کہ دو بندے حکومت سے دو اپوزیشن سے ہو جا کے وہاں CM سندھ کے ساتھ بیٹھیں جو ہماری ایسوسی ایشن ہوٹلنگ کی یا بزنس کی مارکیٹ کی اُن کو بٹھائیں اُن کے ساتھ انکی سنیں۔

جناب اسپیکر: ٹھیک۔

جناب اصغر علی ترین: اُن کا ازالہ کریں تا کہ جناب اسپیکر صاحب! کم از کم اگر وہاں سندھ میں ہماری کوئی نمائندگی نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: نہیں valid point ہے۔

جناب اصغر علی ترین: تو بلوچستان میں تو کم از کم ہم بول سکتے ہیں تو یہ ہمارے جو ساتھی بیٹھے ہیں پیپلز پارٹی کے صادق عمرانی صاحب، علی حسن صاحب اور علی مدد جتک صاحب ساتھ ہیں۔ تو جناب اسپیکر! یہ حل کر سکتے ہیں۔

جناب اسپیکر: valid point ہے آپکا۔ جی thank you جی صادق عمرانی صاحب ذرا پہلے پھر اُس کے بعد کر لیں۔ جی جی آپ کو موقع دیتے ہیں۔ صادق عمرانی صاحب! اگر یہ ایک اسپیکر کو سُن لیں اُس کے بعد پھر آپ اُس پر جواب دیدیں۔

میر محمد صادق عمرانی (وزیر محکمہ آبپاشی): میں جواب دیتا ہوں سر! معزز رُکن کو۔ میں پہلے کھڑا ہوں دیکھیں پہلی بات یہ ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی ہمیشہ چاہے سندھ ہو، بلوچستان ہو یا چاروں صوبوں میں جہاں تعلق ہے نہ صرف آج جب سے پیپلز پارٹی معرضِ وجود میں آئی اس کی کوشش ہے کہ بلا امتیاز کسی کا کسی بھی قبائل سے، کسی بھی نسل سے تعلق ہو ہمیشہ ترجیح دی لوگوں کو روزگار دینے کی۔ میں بھی کراچی میں رہتا ہوں، علی حسن صاحب بھی اُدھر کے ہیں ایسی کوئی نوبت نہیں آئی ہے۔ البتہ جو وفاقی حکومت نے یہ فیصلہ کیا کہ جو unauthorise لوگ کراچی میں بیٹھے ہیں کاروبار کر رہے ہیں جن کا تعلق اِس ملک سے نہیں ہے اُن سے کہا کہ جی آپ اپنے ملک چلے جائیں یہ نہیں ہے کہ کسی کا کاروبار سندھ حکومت پیپلز پارٹی کی حکومت بند کرنا چاہتی ہے ہم لوگ لوگوں کو بلا امتیاز روزگار دینا چاہتے ہیں۔ میں معزز رُکن اصغر صاحب سے یہ عرض کروں گا یہ ایسا issue ہے آپ اُس کی detail دے دیں کون کونسے دُکانداروں کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے ہم سی ایم صاحب کے ساتھ بات کریں گے آپ بھی ہمارے ساتھ چلے ہم بات کریں گے ہم اِس issue کو حل کریں گے یہ ایک دو حکومتیں دو صوبوں میں۔ آپ اپنی قرارداد واپس لیں تو بہتر ہے۔

جناب اسپیکر: تشریف رکھیں۔ please hold on۔ جی زمرک خان صاحب۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: بسم اللہ الرَّحمٰن الرَّحیم۔ شکریہ جناب اسپیکر صاحب! اصغر ترین صاحب نے حقیقت میں ایک بہت important آپ سے کہہ دی قرارداد جو پیش کی ہمارے knowledge میں بھی ہمارے لوگوں نے رابطے کیے ہم سے بھی مختلف ذریعوں سے کہ اِن کے ساتھ جو ظلم ہو رہا ہے اور جو ناجائز ہو رہا ہے۔ اسپیکر صاحب! آپ کو بتا دوں مختلف ناموں سے پشتونوں کو کراچی میں یا سندھ میں تنگ کیا جا رہا ہے یہ آج کی بات نہیں ہے کہ یہ ابھی اِس سال کی بات ہے بہانے بنا کے کبھی قومیت کے نام پر کبھی کس نام آپ کو پتہ ہے 1985ء میں کراچی گیا تھا حیدرآباد وہاں

ایک پمفلٹ میرے ہاتھ لگ گئی۔ جو 85 میں، میں اسٹوڈنٹ تھا اُس وقت انجینئرنگ یونیورسٹی کا اُس میں یہ لکھا ہوا تھا کہ پشتون یہاں پالش سے لیکے ہوٹل کی مزدوری، سیکورٹی گارڈ غریب لوگ ہیں غربت کی زندگی گزار رہے ہیں اور 80% تحفظ دے رہے ہیں سندھ کے لوگوں کو چاہیے کسی بھی قوم سے تعلق رکھنے والے ہوں یہ تو کل کو پورے سندھ پر قبضہ کرلیا گا۔ پھر آپ کو پتہ ہے کہ اُس کے بعد قومیت کے نام پر پشتونوں کو قتل کیا گیا۔ جو ایک سیاسی جماعت تھی جو دہشتگردی کی طرح اُن پر جو حملے ہوئے۔ مقصد یہ نہیں ہے کہ پشتون وہاں بدمعاشی کیلئے جاتے ہیں خاص کر ہمارے بلوچستان کے لوگوں کو آپ لے لیں اسپیکر صاحب! ہوٹل کی مزدوری کرتے ہیں۔ یہاں ایک آدمی ہوٹل کرائے پر لیتا ہے یا کوئی خریدتا ہے زیادہ تر کرائے پر لیتے ہیں اور کرایہ بھی ایک ایک سال دو دو سال کا ایڈوانس دیتے ہیں پھر اِن کو تنگ کر کے اِس طریقے سے جس طرح اصغر صاحب نے کہا۔ گورنمنٹ کی طرف سے کہ جی ناجائز ہے یا جائز ہے بند کردیتے ہیں صرف یہ لوگ ہیں میں آپ کو بتادوں کیا کیا کرتے ہیں ٹریکٹر بھی یہ لوگ چلاتے ہیں مازدا بھی ہمارے لوگ چلاتے ہیں، رکشہ ڈرائیور بھی یہی ہیں بلڈنگز بھی یہی بناتے ہیں ساری خدمت کرتے ہیں اِس قوم کو ترقی دینے کیلئے سندھ کو بنانے میں share 80% شیئر پشتونوں کے ہے جو اُنہوں نے دیا۔ آپ کے گھر پر سیکورٹی والے ہمارے پشتون ہیں آپ دیکھ لیں صادق صاحب اور علی حسن صاحب بیٹھے ہوئے ہیں تو اِس کا مقصد تو یہ نہیں ہے کہ آپ اِن کو نکالنے کیلئے مختلف طریقے اپنائیں اُن کو ناجائز طریقے سے تنگ کریں اُن کو تعصب کی بنیاد پر یا اُن کو قوم کی بنیاد پر یا اُن کو بزنس اگر وہ کرتے ہیں محنت کرتے ہیں تو اُن کو محنت مزدوری سے دور رکھنے کیلئے آپ یہ طریقے اپناتے ہیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ جس طرح اِنہوں نے تجویز دی صادق صاحب نے اچھی بات کی ہمارے یہاں سینئر پارلیمنٹرین بیٹھے ہوئے ہیں آپ کمیٹی بنائیں پورا دس بندوں کا لگا دیں ہم خود اپنے ٹکٹ لے لیں گے کوئی مسئلہ نہیں ہے ہم جائیں گے اُن سے بات کریں گے حالانکہ یہ لیبرل پارٹی ہے پاکستان پیپلز پارٹی ایسی پارٹی نہیں ہے کہ وہ خدانخواستہ جان بوجھ کے کرتی ہے اُن کے knowledge میں نہیں ہوگا کون کرتا ہے؟ پیسے لیتے ہیں تنگ کر کے پھر چھوڑ دیتے ہیں جس طرح ہمارے یہاں ابھی refugees کے نام پر جو دھندا ہو رہا ہے تو یہ تو نہیں ہونا چاہیے۔ جس نے پیسے دے دیئے وہ فارغ جس نے نہیں دیئے اُس کو یا اللہ خیر! وہ cross the border تو کراچی میں بھی یہی طریقہ ہو رہا ہے شاید چیف منسٹر کے knowledge میں نہ ہو شاید پاکستان پیپلز پارٹی کے چیئرمین صاحب کے knowledge میں نہ ہو۔ تو اِس طرح اِن چیزوں کو بند کرنا چاہیے یہ تو تعصب بڑھتا ہے قوموں کو دُور کرنے کی کوشش کی جارہی ہے پھر ایک اور سلسلہ شروع ہوگا کہ جی صرف پشتونوں کے ساتھ کیوں ہو رہا ہے؟ کسی کے ساتھ نہیں ہونا چاہیے نہ بلوچ کے ساتھ ہونا چاہیے نہ پشتون کے ساتھ ہونا چاہیے کوئی بھی ہو، کوئی بھی یہاں سے تعلق رکھنے والے ہو وہاں مزدوری کرتے ہیں یا اپنا کاروبار کرتے ہیں

اُن کومکمل تحفظ کے ساتھ کیونکہ ایک جمہوری حکومت ہے جمہوری حکومت کا کام یہی ہے ہر کسی کو چاہیے کسی بھی مذہب سے ہو، کسی بھی قومیت سے ہو، کہی باہر سے آیا ہو، کسی جگہ سے تعلق رکھنا ہو، اُن کو تحفظ فراہم کرے۔

جناب اسپیکر: آپ تجویز دیں۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: تجویز یہی ہے کہ جس طرح صادق صاحب اور اصغر صاحب نے کہا ایک کمیٹی بنالیں۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: پارلیمانی لیڈروں کی ،اور قرارداد تو یہ ہے ناں، قرارداد تو پاس ہو جائے گی۔ وہاں اُن سے time لے لیں صادق صاحب لیں گے یا علی حسن صاحب یا جنگ صاحب جو بھی ہو۔

جناب اسپیکر: ok

انجینئر زمرک خان اچکزئی: وہ کمیٹی لے کے وہاں سے بات کریں اور وہاں کے پشتون جو خاص کر اُن کی جو یونینز بنائی ہوئی ہیں اُن کی یونینز ہوٹل والوں کی بھی یونین ہے، مازداوالوں کی بھی یونین ہے اُن کے تین چار خاص بندے جس طرح اُنہوں نے کہا کہ وہ detail لا کے اُن کو بھی ساتھ ملا کے اُن کے ساتھ بٹھا دیں گے۔ شکریہ

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے۔ done۔ خیر جان بلوچ صاحب۔ اُس کے بعد۔

جناب خیر جان بلوچ: بسم اللہ الرَّحمٰن الرَّحیم ۔ اسپیکر صاحب! اصغر ترین نے جس مسئلے کی طرف ایوان کی توجہ مبذول کرائی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ بلوچستان کے باشندے چاہیے اُن کا تعلق مکران سے ہو آپ کے قلعہ عبداللہ یا چمن سے ہو یا خضدار، قلات۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: اِس قرارداد میں ڈال دیں اِس کو مشترکہ قرارداد بنالیں۔

جناب اسپیکر: ok.ok۔ جی۔

جناب خیر جان بلوچ: چاہے اُن کا جس علاقے سے تعلق ہو یہ آج کا نہیں ہے جس طرح زمرک صاحب نے کہا کہ میں بھی اسٹوڈنٹ تھا کراچی میں پڑھتا تھا آپ یقین کریں موچکو پولیس اسٹیشن ایک زمانے میں تھا وہ بلوچستان کے ٹرک والوں کو، بس والوں کو اِتنا تنگ کرتے تھے جس کی کوئی حد نہیں۔ آج بھی آپ جائیں یوسف گوٹھ ٹرمینل میں جیسے ہی بلوچستان کی بسیں رُکتی ہیں ہمارے لوگ وہاں کس کام کیلئے جاتے ہیں؟ علاج معالجے کیلئے یا اپنے گڈز ٹرانسپورٹ اُس کو پہنچانے کیلئے یا اپنی زمینداری کے جو پھل فروٹ یا زرعی اجناس ہیں اُن کو سندھ کراچی لے جاتے ہیں اُن کی سب سے بڑی منڈی ہے وہاں میں یہ نہیں کہوں گا کہ سندھ حکومت کی طرف سے با قاعدہ ایک فیصلہ ہے البتہ سندھ پولیس کا ایک فیصلہ ضرور ہے سندھ پولیس کا ہمارے لوگوں کے ساتھ رویہ صحیح نہیں ہے۔ وہاں۔۔۔

جناب اسپیکر: جی علی حسن سر! آپ دومنٹ کیلئے اُنکو۔at the end of the day آپ آرام سے اِن کو سُن لیں اُس کے بعد آپ بے شک جواب دیں۔ جی خیر جان بلوچ صاحب۔

جناب خیر جان بلوچ: وہاں سر بلوچستان کا چاہے جو بھی ہو اُن کے ساتھ رویہ شروع سے ہے۔فرض کریں ہمارے جو زرعی اجناس ہیں پھل فروٹ ہیں جو بائی پاس سے جاتے ہیں وہاں ٹریفک پولیس سے لے کر سارے پولیس والے گاڑیوں کو روکتے ہیں۔اچھی خاصی ان کے ساتھ بدتمیزی بھی ہوتی ہے اُن کو لوٹتے بھی ہیں اُن سے پیسے بھی لیتے ہیں چونکہ لوگوں کا تعلق ہم سے ہوتا ہے۔ہمیں فون کرتے ہیں بتاتے ہیں ہمارے ساتھ یہ رویہ رکھا جارہا ہے اور آپ کے مکران کی بسیں جب وہاں پہنچتی ہیں وہ تو سمجھتے ہیں کہ یہ سارے سواریاں سمگلر ہیں۔حالانکہ ہمارے لوگ بہ عمل مجبوری سندھ جاتے ہیں علاج معالجے کے لیے۔یہاں سہولت نہیں، بلکہ ایسے مسافر تھے ایسے بیمار تھے جو اپنے لوگوں کو علاج کے لیے لے جاتے تھے ان کے پیسے ان سے چھینے جاتے تھے اتنے پیسے آپ کہاں سے لائے۔بھئی بلوچستان میں کوئی بینک نہیں ہے کوئی کینسر کا مریض ہے کسی کے kidneys fail ہیں کسی کو heart کا problem ہے وہاں پہ بینک نہیں ہے لیکن کسی کے پاس لاکھ دولاکھ ہیں یا تین چار ہے وہ باامر مجبوری جیب میں رکھ کے جاتا ہے تاکہ اسپتال میں پہنچے تو اس کو کوئی problem نہ ہو۔اور یہ بھی ان کے لیے جرم ہے۔تو میں اس قرارداد کے حق میں ہوں میں سمجھتا ہوں کہ ایک کمیٹی بنی چاہیے تاکہ یہ کمیٹی جائے وہاں محترم وزیراعلیٰ سندھ سے ملے، کہ بھئی بلوچستان کے لوگ آپ کے لوگ ہیں اور آپ کا رویہ نہیں آپ کا جو عملدرآمدی رویہ پولیس کا ہے وہ صحیح نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے thank you زرک خان صاحب۔

جناب زرک خان مندوخیل: thank you ۔جناب اسپیکر!یہ قرارداد جو ہمارے colleague اصغر ترین صاحب لائے ہیں اس کی ہم ہماری پارٹی پاکستان مسلم لیگ(ن) اس قرارداد کی حمایت کرتی ہے۔یہ واقعی ہو رہا ہے ہمارے اُدھر تاجر ہیں ہمارے پاس جو اِدھر سے پڑھنے کے لیے بچے جاتے ہیں اگر وہ بلوچ ہوں پٹھان ہوں اُدھر سندھ پولیس واقعی ان کو تنگ کرتی ہے۔اُن کو ناجائز کچھ روڈ پر کھڑا کر کے ان کی چیکنگ کرتی ہے پھر کچھ ان کی جیب میں ڈال کے۔اور خاص طور پر ہوٹل والے ہیں جو ہمارے بھائی ہیں ادھر پشتون ہیں بلوچ ہیں اکثر پٹھان ہیں اُدھر پھر آپ کے یہ جو جیسے کسٹم کی یہ بات کر رہے تھے،ترین صاحب!واقعی کسٹم والے اگر آپ اِدھر سے اس کا ٹیکس جمع نہیں ہے اور آپ اس کو illegal سمجھتے ہیں تو یہ کہاں سے آتا ہے؟ یہ جب چمن یا آپ کا نوشکی یہاں سے لے کے کراچی تک یہ کیسے پہنچتا ہے ہماری کسٹم کہاں ہوتا ہے ہماری پولیس کہاں ہوتی ہے۔تو اس میں اکثر لوگ یہ کرتے ہیں کہ کچھ ناجائز اپنا مال رکھ کر ان سے بھتے کی شکل میں اپنا مال رکھ کر ان کو چارج کرتے ہیں ان کا جو paid مال ہوتا ہے custom paid مال ہوتا

ہے وہ بھی لے جاتے ہیں ہمارے لوگ وہاں بڑے تنگ ہیں اور یہ ہم سندھ گورنمنٹ کو blame نہیں کر رہے ہیں۔ سندھ گورنمنٹ شاید سندھ گورنمنٹ کو پتہ بھی نہ ہو جیسے ہمارے زمرک صاحب نے کہا کہ یہ جو refuges کے ساتھ ہو رہا ہے،ہم refuges کو بالکل ہم نے 50.40۔سال اُن کو رکھا اپنے بلوچستان میں ہم نے ان کو پالا اور ہم نے ایک عزت دی ان کو اور اَب ان کو چاہتے ہیں کہ عزت سے واپس چلے جائیں۔مگر ہمارے جو پولیس ہے یا ان سے کبھی بھتہ بھی لیتے ہیں کبھی ان کو deport بھی کرتے ہیں بھتہ لینے کی شکل میں تو ہم سندھ گورنمنٹ کو کوئی blame نہیں کر رہے وہ سندھ ہمارا ہی صوبہ ہے ہم ایک ہیں سب پاکستانی ہیں مگر جو پولیس کا رویہ ہے اُدھر بلوچستان کے لوگوں کے ساتھ وہ بالکل غیر مناسب ہے تو اس قرارداد کی ہم مسلم لیگ (ن) والے حمایت کرتے ہیں۔

جناب اسپیکر: Thank you very much ظفر علی آغا صاحب۔

جناب ظفر علی آغا: شکریہ جناب اسپیکر! آج کی قرارداد بہت اہمیت کی حامل ہے جناب اسپیکر! ہر قرارداد کی اپنی ایک نوعیت ہوتی ہے اس قرارداد کی میں ایوان سے request کرتا ہوں کہ یہ ایک بہت important بہت ضروری قرارداد ہے اور اس کو اگر ہم positively لے لیں۔اس ایوان سے میں request کرتا ہوں اور یہاں بیٹھے ہوئے فیڈریشن کے ہمیشہ پیپلز پارٹی نے جتنی بھی قربانیاں دی ہیں وہ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے۔ seniour politicians بیٹھے ہوئے ہیں علی حسن صاحب آپ سے request کرتا ہوں CM بلوچستان سے اور علی مدد جتک صاحب اور عمرانی صاحب سے یہاں بیٹھے ہوئے پیپلز پارٹی کے جتنی بھی اکابرین ہیں۔میں گزارش یہ کرتا ہوں کہ یہ جو دو تین دن سے میں نے خود کمشنر کراچی سے فون پر بات کی تو یہاں میرے constituency میں ہمارے پشتون بیلٹ کے جتنے بھی دوست ہیں وہاں محنت مزدوری کے لیے جاتے ہیں وہاں ہوا یہ ہے کہ میں آپ کو تھوڑا سا اس کا facts and figure بتا دوں تو تھوڑا سا ایوان کو یہ clear ہو جائے گا کہ ہو کیا رہا ہے۔کوئی افغانی illegal وغیرہ issue نہیں ہے وہ ہوتا رہے گا وہ بلوچستان میں بھی چل رہا ہے کراچی میں بھی چلے گا اور اسلام آباد میں بھی چل رہا ہے وہ routine کا ایک سلسلہ ہے چلتا رہے گا۔ ہوا یہ ہے کہ جناب اسپیکر! کمشنر کراچی نے ایک آرڈر پاس کیے ہیں SOPs کے نام پر کہ جو ہوٹلز ہیں اس کے SOPs یوں یوں اس طرح اس طرح کے اس میں criteria دیے گئے ہیں ایک سے لے کے 07 تک یا 08 تک اس طرح کوئی numbering دیے گئے ہیں۔ جناب اسپیکر! اور پھر اس SOPs کو follow کرنے کے لیے نہ timefame ہے نہ اس کو ٹائم دیا گیا ہے within one order اس کے ہوٹلز بند کر دو۔اس طرح میں حیران ہوتا ہوں کہ اس طرح کا آرڈر پاس کرنا اور اس طرح کے لوگوں کو آپ یقین کریں وہاں پہ جس جس ہوٹل پہ ایک ایک مزدور ہیں اس کی دیہاڑی یا تو ہزار ہوگی یا تو 1500۔ جب وہ ہوٹل بند

ہو جائیں گے تو وہ بیچارے بالکل یعنی اُس کی دیہاڑی چھین لی ہے۔ آپ سے تو گزارش میری یہ ہے کہ کراچی ایک بہت بڑی آبادی کا شہر ہے دو کروڑ سے above کم و بیش اس میں لوگ رہتے ہیں۔ مسئلے مسائل تو ہوں گے اس میں کوئی شک نہیں ہے مگر ہمارے پشتون بھائی اور جتنے بھی بلوچ بھائی وہاں مزدوری کرتے ہیں ان لوگوں کے ساتھ اس ٹائم نا انصافی ہو رہی ہے۔ ہر جگہ ہو رہی ہے ہر اس طرح کی نا انصافیاں تو ایم کیو ایم نے بہت کی جب اللہ پاک کے ہاں دیر ہے اندھیر نہیں۔ تو ایم کیو ایم آج کہاں کھڑی ہے۔ میں گزارش کرتا ہوں اپنے ایوان کے دوستوں سے اپنے colleague سے اپنے senior politicians سے کہ آپ سندھ اسمبلی کے اسپیکر سے بات کریں اور فون پہ جونہی اجلاس ختم ہوتا ہے CM بلوچستان سے میں request کرتا ہوں یہاں جو seniour politicians ہیں میں نے اس سے request کر لی ہے میں گزارش کرتا ہوں ایک کمیٹی بنائی جائے ان لوگوں کو بلا کے اُن لوگوں کو آپ کے سامنے کھڑا کر دوں گا اُن تاجر برادری کو اُن ہوٹل ایسوسی ایشن کو اُن باقی جتنے بھی ہمارے چیمبر آف کامرس کے وہاں لوگ ہیں وہ آپ کے سامنے آجائیں گے۔ وہ اپنے issues رکھ لیں گے جو geniune issues ہیں یہاں تو اگر ہم کسٹم پر بات کرتے ہیں for example کہ کراچی میں گوداموں پر چھاپہ لگتا ہے دنیا کا کوئی بھی قانون اس پر میں نے ایک Judgment پڑھی ہے، میرے پاس پڑی ہوئی ہے اگر ایوان میں کوئی بھی پارلیمنٹیرین مانگنا چاہتا ہے میں اس کو Whatsapp پہ send کر سکتا ہوں کہ بارڈر کا ایک area ہوتا ہے اس area میں چند کلومیٹر سے اگر کوئی بھی چیز آتی ہے یا بکتی ہے ان دکانوں میں بکتی ہے اس میں judgment یہ clear stance اُس میں دیا ہوا ہے کہ آپ اس کو پکڑ دھکڑ نہیں کر سکتے ہیں۔ ایک ہزار کلومیٹر چمن سے لے کے کراچی تک ایک ہزار، آٹھ سو، نو سو کلومیٹر بنتے ہیں آپ وہاں جا کے ان کے تالے توڑتے ہیں کہ وہ illegal غیر قانونی ہیں۔ آپ قانون کو یہاں مسخ کر رہے ہیں۔ جناب اسپیکر! میں گزارش یہ کرتا ہوں یہ میں ایک ایک مثال دے رہا ہوں۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے ٹھیک ہے آپ کا point آ گیا ہے۔

سید ظفر علی آغا: یہاں سے اس بازار سے ابھی آپ سولر لے لیں آپ پشین تک لے جائیں گے تو یہاں سے جب آپ جائیں گے کسٹم والے آپ سے خواہ مخواہ کوئی بھی ڈاٹسن ہو کوئی بھی مازدا ہو کوئی بھی وہاں کوئی بھی گاڑی ہو اس سے یہ لوگ ہزار روپے لیتے ہیں۔ یہ میں نے ایوان میں بھی کہا ہے اس پہ اگر کوئی stand لیتا ہے میں اپنی voice clear کرنا چاہتا ہوں کہ یہ چیز ہو رہی ہے مگر آپ تالے توڑتے ہیں اربوں روپے کے چمن کے تاجر ہیں وہاں پہ جناب اسپیکر! چمن کے تاجر پشین کے تاجر ژوب جیونی تک۔ یہاں کے تاجر وہاں پہ کاروبار کرتے ہیں اور ایسے کاروبار بھی نہیں کرتے ہیں کہ 10 لاکھ روپیہ کا کاروبار کرتے ہیں بڑے بڑے گودامز بھرے پڑے ہوتے ہیں۔ آپ تالا توڑ

کے وہاں کے گوداموں کے سامان یک دم لے جاتے ہیں۔ پھر اس صوبے کا کون آپ کے ساتھ بزنس کرنے کے لیے تیار ہوگا۔ جناب اسپیکر! آخری بات میں ایک دفعہ پھر اپنے seniour politicians میں میرے سب بزرگ ہیں میں گزارش کرتا ہوں علی حسن صاحب! آپ سے گزارش کرتا ہوں آپ زرداری صاحب کے بہت نزدیک ہیں وزیراعلیٰ بلوچستان صاحب سے میں گزارش کرتا ہوں سندھ کے وزیراعلیٰ سے آپ ایک کمیٹی بنائیں ہم چلے جاتے ہیں بات کر لیتے ہیں۔ Thank you very much۔

جناب اسپیکر: ہو گیا ہو گیا آپکے کمیٹی کی تجویز کے ساتھ agree کرتے ہیں۔ Thank you very much۔ مولوی ہدایت الرحمٰن صاحب۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: اسپیکر صاحب! گزارش کی ہے کہ گزارش بھی ختم ہے۔ بسم اللہ الرَّحمٰن الرَّحیم۔ اس قرارداد کی بالکل حمایت کرتے ہیں ساتھ دیتے ہیں۔ وہ الگ بات ہے کہ بلوچستان میں بھی ہماری بہت بڑی عزت ہوتی ہے کہ ہم سندھ سے بھی بات کر رہے ہیں، کوشش کرتے ہیں کہ وہاں ہماری عزت بحال ہو جائے۔ سر! یہاں تو صرف پشتون لکھا ہے اس میں پورے بلوچستان کا مسئلہ ہے۔ اس میں اہلیانِ بلوچستان لکھا جائے کہ پورے بلوچستان کے لوگ وہاں جاتے ہیں۔ پورے مکران سے خصوصاً ہمارے گوادر، تربت، پنجگور کے لوگ بھی جاتے ہیں۔ روزانہ ہمارے پاس رپورٹ آتی ہے کہ سندھ پولیس وہاں پہلے تو شناختی طلب کرتے ہیں، شناختی کارڈ جب ہمارے لوگ دیتے ہیں تو کہتے ہیں کہ جو موبائل آپ کے پاس ہے اس کی رسید کہاں ہے بھائی موبائل مَیں نے دس سال پہلے لیا ہے، کہاں سے رسید دے دوں۔ جوتے بھی کراچی سے لیے ہیں تو کہتے ہیں کہ جوتے کی رسید دکھاؤ، تو اُنہوں نے پیسے لینے ہیں یہ بالکل یہ جو ہمارے بلوچستان کے ایم پی ایز ابھی جو مَیں دیکھ رہا تھا علی حسن صاحب اور صادق بھائی کہہ رہے تھے ایسا نہیں ہے۔ سندھ پولیس بلوچستان کے لوگوں کی تذلیل بھتہ خوری کرتی ہے۔ مَیں حلفاً کہتا ہوں آپ کیوں ترجمانی کرتے ہیں سندھ پولیس کی اپنی قوم کی نہیں کرتے۔ اپنی قوم کے لیے کرتے۔ ہم بلوچستان کے لوگوں کی عزت کی بات کریں اس میں بھی وکیل ہے۔ کہ نہیں سندھ پولیس فرشتہ ہے آپ قسم اُٹھا سکتے ہیں کہ سندھ پولیس فرشتہ ہے، اُٹھاؤ قسم کہ سندھ پولیس بھتہ نہیں لیتی ہے فرشتہ بغدادی ہے۔ وہاں مکران کے لوگ پورے بلوچستان کے لوگ ہوٹل والے، مزدور، مسافر، مریض۔ ہمارے لوگ علاج کے لئے جاتے ہیں۔ سندھ پولیس اُن کے پیسے بھی لے جاتی ہے علاج کے پیسے لے جاتی ہے۔ یہ کئی دفعہ ہم نے وہاں ڈی ایس پی لوگوں سے پیسے recover بھی کرائے ہیں۔ ان کے یہاں نام لکھے ہوتے ہیں اُن کے ذریعے ہم نے کرایا ہے۔ یہ بالکل غلط بات ہے کہ ہمارے یہاں کے ساتھی بھی وکالت کرتے ہیں کہ سندھ پولیس ایسی نہیں ہے۔ سندھ پولیس ہمارے پورے مکران پورے بلوچستان پشتون، بلوچ کوئی اس میں بات نہیں ہے

قومیت کی۔ پورے بلوچستان کے لوگ سندھ جاتے ہیں وہاں جو ہماری تذلیل ہوتی ہے یوسف گوٹھ کے ساتھ جو کھڑے ہوتے ہیں تین، چار جگہ کھڑے ہوتے ہیں ماشاءاللہ۔ اتنے بڑے بڑے پیٹ والے ہوتے ہیں۔

جناب اسپیکر: تو آپ سمجھتے ہیں کہ قرارداد میں یہ الفاظ change کیے جائیں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: بالکل یہ change کیے جائیں، پشتون کے بجائے پورا بلوچستان لکھا جائے۔ پورے بلوچستان کے لوگ وہاں جاتے ہیں، پورے بلوچستان کے لوگوں کی تذلیل ہوتی ہے۔ یہ کمیٹی درست ہے صادق عمرانی صاحب کی قیادت میں بن جائے تین چار لوگ چلے جائیں سندھ کے وزیر اعلیٰ صاحب سے ملیں، بات کریں کہ بلوچستان کے لوگ، افغان کیساتھ کشیدگی کی بات ہم نہیں کر رہے ہیں۔ اُس کے ساتھ جو رویہ درست نہیں ہے۔ لیکن ہم اپنے صوبے گوادر کے لوگ، چمن کے لوگ پاکستانی نہیں ہیں۔ ہم تو پاکستانیوں کے کراچی میں عزت کی بات کر رہے ہیں کہ پاکستانی کو عزت دو۔ وہ پاکستانی ہیں علاج کے لئے جناب اسپیکر! یہاں ہمارے علاج کی سہولتیں نہیں ہیں، اگر یہاں علاج کی سہولتیں ہوتیں تو ہم کراچی میں بے عزت نہیں ہوتے۔ اسلئے علاج کی سہولتیں نہیں ہیں ہم جناح ہسپتال جاتے ہیں، ہم سول ہسپتال جاتے ہیں ہمارے لوگ قرض لیکر کے لے جاتے ہیں۔ اپنی جائیداد، سونا بیچ کر کے جاتے ہیں اور سندھ پولیس لوٹ لیتی ہے۔ میری مائیں، بہنیں سونا بیچ کر سندھ پولیس لے جاتی ہے اور ہم وکیل بنتے ہیں۔ اللہ سے ڈرو۔ اُس دن بھی مَیں نے کہا اللہ سے ڈرو۔ آپ نے 15 جگہ آپ نے میرے الفاظ آپ نے حذف کیے۔ یہ جو کمیٹی ہے۔ ہمارے ساتھی مجھے افسوس ہوا کہ ساتھی کھڑے ہو کر سندھ پولیس کی وکالت کر رہے ہیں۔ کہ سندھ پولیس ایسی نہیں ہے۔ مَیں کمیٹی کی تائید کرتا ہوں کہ صادق عمرانی صاحب کی سربراہی میں ہو، پیپلز پارٹی کے ہم بات کریں اور اس میں کوئی دورائے نہیں ہے کہ بلوچستان کے لوگوں کی سندھ پولیس تذلیل، توہین، بھتہ خوری، ڈاکہ زنی کرتی ہے اور ہمارے ساتھی بیٹھے ہوئے ہیں اگر حلف اُٹھا سکتے ہیں کہ نہیں کرتی ہے مَیں حلف اُٹھانے کیلئے کہتا ہوں کہ کرتی ہے۔ آپ یہ حلف اُٹھائیں کہ نہیں کرتی ہے۔

جناب اسپیکر: ok ۔please order in the House. علی حسن صاحب! ایک منٹ آپ سنیں۔ زرک خان صاحب! آپ بھی بیٹھیں۔ نعیم بازئی صاحب مختصراً۔ اگر آپ لوگ مختصر کریں پھر علی حسن سے اس پر رائے لے لیتے ہیں۔ کہ اس کا کیا طریقہ کار ہو سکتا ہے۔ تو آسانی پیدا ہو جائیگی۔ جی

جناب محمد نعیم خان بازئی: شکریہ سپیکر صاحب! یہ قرارداد کے حوالے سے میں بات کرنا چاہتا ہوں یقیناً وہاں ہے پشتونوں سے بہت ظلم ہو رہا ہے اور وہاں خاص کر ہوٹلوں کا، ہمارے قلعہ عبداللہ کا وہاں جو کام کر رہے ہیں ہوٹلوں میں، برشور کے ہیں، ژوب کے ہیں۔ ہنہ اُوڑک کے سلیمان خیل کے ہیں۔ یہ سارے پشتون وہاں کے ہوٹل والے وہاں کو جو

ہے تنگ کر رہے ہیں۔ دوسری بات پشتون جو وہاں غریبی کے لیے گئے، آباؤ اجداد سے وہاں اُن کی جائیدادیں ہیں، سکھر میں حیدر آباد میں وہاں کوئٹہ سے پشتون کی آبادی زیادہ ہے، تقریباً 40 لاکھ آبادی ہوگی۔ وہاں سے صوبائی اسمبلی ممبر بھی منتخب ہوئے، پیپلز پارٹی کا بھی وہاں پشتون عبدالقادر مندوخیل اور مسعود وہاں سے منتخب ہوئے۔ لیکن چوکیدار، ٹیکسی ڈرائیور، رکشہ ڈرائیور یہی پشتون ہیں کراچی ایسا ہے جیسے ماں، اس کی چھاتی سے سب لگے ہوئے ہیں دودھ سب کو دے رہا ہے۔ لیکن اُن کے ساتھ ظلم کر رہا ہے ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ کمیٹی بنادیں شاید زرداری صاحب کو پتہ نہ ہو وہاں وزیراعلیٰ کو پتہ نہ ہو کہ بھائی ان کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ یہ روزانہ ہم لوگوں کو ٹیلی فون کر رہے ہیں کہ بھائی ہم لوگوں کو تکلیف اور پریشانی ہے۔ حسن زہری کو درخواست ہے کہ وہ بھی اس حوالے سے ان کے ساتھ بات کریں۔ کمیٹی بنادیں وزیراعلیٰ صاحب کو آگاہ کریں کہ بھائی ہم لوگوں کے ساتھ۔ اس قرارداد کی ہم حمایت کرتے ہیں۔

جناب اسپیکر: آغا عمر احمدزئی صاحب۔

پرنس احمد عمر احمدزئی: شکریہ اسپیکر صاحب! ایک قرارداد اصغر ترین صاحب لے کر آئے ہیں۔ بلوچستان عوامی پارٹی اس کو پوری support کرتی ہے۔ مَیں اس میں ایک چیز بولوں اگر اس قرارداد کو پوری اسمبلی کی طرف سے اگر آپ کردیں تو مَیں سمجھتا ہوں بہت بہتر ہوگا۔ (ڈیسک بجائے گئے) دوسری چیز یہ مَیں کہہ رہا ہوں کہ ہمیشہ جس چیز میں آپ نے دلچسپی لی ہے مَیں نے دیکھا ہے وہ ہمیشہ کامیاب ہوا ہے۔

جناب اسپیکر: اَلْحَمْدُلِلّٰه ۔

پرنس احمد عمر احمدزئی: ایک بڑا matter ہے اور اس کو آپ اپنی سربراہی میں سندھ گورنمنٹ لے جائیں تو مَیں سمجھتا ہوں اس میں ایک اچھا میسج بھی جائیگا اور پورے بلوچستان کی طرف سے اور انشاء اللہ اس میں کامیابی بھی ہوگی۔ شکریہ

جناب اسپیکر: کوشش کرتے ہیں۔ thank you۔ برکت رند صاحب۔ last speaker اُس کے بعد علی حسن سے رائے لیتے ہیں۔ (مداخلت) آپ نے قرارداد پر بولنا ہے، وہ تو ہے پہلے قرارداد کو نمٹا نے دو پھر آپ کو موقع دونگا۔ جی

حاجی برکت علی رند (پارلیمانی سیکرٹری محکمہ ماہی گیری و کوسٹل ڈویلپمنٹ): جناب اسپیکر صاحب! مَیں مند، تمپ، تربت، گوادر اور پنجگور کی طرف سے ہماری جتنی بھی مکران سے مسافر بسیں وہاں جاتی ہیں اکثریت بلوچ ہماری مائیں، بہنیں ہیں۔ یہ جا کے وہاں کراچی بس ٹرمینل میں اُترتی ہیں۔ جیسے بس سے اُترتی ہیں رکشہ یا کوئی ٹیکسی پکڑتی ہیں اور گیٹ سے نکلتی ہیں بلکہ گیٹ کے سامنے ان کی چیک پوسٹ ہے پولیس وہاں اُن کو باقاعدہ اُتار دیتی ہے اُن کی تلاشیاں

لیتی ہے ۔بیگوں کو کھولتی ہے ۔جیسے مولانا صاحب نے کہا بالکل جتنی بھی بے حرمتی کرتے ہیں ہم لوگ بات ہی نہیں کر سکتے ۔کہ بھئی پھر اُس کے بعد اُن کو کیا کہتے ہیں وہاں قریب ایک تھانہ ہے اُن کو اُٹھا کر لے جاتے ہیں اُس تھانے میں اُن بیچاروں کو دو، تین گھنٹے ذلیل وخوار کرتے ہیں اسکے بعد پھر پتہ نہیں پانچ ،دس ہزار روپے لیکر چھوڑ دیتے ہیں ۔ وہاں یہ حال ہے ۔ابھی مَیں ریکوئسٹ کرتا ہوں سندھ گورنمنٹ سے بلکہ مَیں کہتا ہوں کہ یہ آئی جی صاحب اور وزیر اعلیٰ صاحب کو پتہ نہیں ہے اوپر لیول پر کسی کو پتہ نہیں ہے ۔ نیچے لیول سے حوالدار ،ایس ایچ او ایسے کام کر رہے ہوں گے اس وجہ سے مَیں آج یہ کہنا چاہتا ہوں کہ علی حسن زہری ،صادق عمرانی اور جنگ صاحب کی سربراہی میں یہاں کمیٹی بنائی جائے با قاعدہ یہ کمیٹی جا کے وہاں سندھ گورنمنٹ سے میٹنگ کرے، وزیر اعلیٰ ،آئی جی پولیس اور ہوم سیکرٹری سے میٹنگ کرے کہ بھائی یہ کیوں ہو رہا ہے ہمارے مکران کے ، کیوں ہو رہا ہے ہمارے بلوچوں کیساتھ ، کیوں ہمارے بلوچستان کے لوگوں کیساتھ یہ ظلم ہو رہا ہے؟ تقریباً بیس سالوں سے یہ حالات ہیں ۔ہم یہی چاہتے ہیں کہ سندھ میں بھی بلوچ ہیں ، یہاں بھی بلوچ ہیں ،سندھی ہیں، پشتون ہیں، پنجابی جو بھی ہیں ہم پاکستانی ہیں جب ہمارا شناختی کارڈ ہے، پاکستانی ہیں کم ازکم اُس کی عزت ہونی چاہیے ۔ابھی آپ جائیں اگر آپ کے پاس ایرانی کارڈ ہے آپ بارڈر کراس کرینگے تو آپ کے پاس کارڈ ہے تو آپ کی اتنی عزت اور respect حد سے زیادہ کرتے ہیں کہ آپ اُنکے شہری ہیں ۔ہم یہاں کے شہری ہیں مگر ہم اپنے آپ کو شہری نہیں سمجھتے ہیں کہ ہم شہری ہیں یا کوئی اور ہے ۔ہم اس بات پر یہ کہنا چاہتے ہیں کہ جس کے پاس شناختی کارڈ ہو اُس کی عزت رکھنی چاہیے ۔اُن کو عزت واحترام سے دیکھنا چاہیے اور جو بسیں جس میں مسافر جاتے ہیں اُن کی عزت کرنی چاہیے ۔ہماری مائیں ،بہنیں جو بھی ہونگی اُن کی آئندہ ایسی تذلیل نہیں ہونی چاہیے ۔ بڑی مہربانی۔

جناب اسپیکر: last speaker مولوی نوراللہ صاحب ۔مہربانی کر کے آپ مختصراً دوٹوک الفاظ میں آپ اس کی حمایت کرتے ہیں یا پھر اس کی مخالفت کرتے ہیں جو بھی ہے۔

مولوی نوراللہ: بسم اللہ الرَّحمٰن الرَّحیم شکریہ اسپیکر صاحب! جناب اصغر ترین جو قرارداد لائے ہیں یہ بالکل حقیقت پر مبنی ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ کراچی میں پشتون اور بلوچوں کے ساتھ امتیازی سلوک کیا جا رہا ہے ہمارے محترم صادق عمرانی صاحب یا علی حسن زہری صاحب ہم تو ان حضرات کے خلاف کوئی قرارداد نہیں لائے ہیں نہ پیپلز پارٹی کے خلاف کوئی قرارداد ساتھی لا چکے ہیں؟ ہمیں پولیس اور انتظامیہ سے شکایت ہے وہ ظلم کر رہی ہیں شاید حکومت کی آشیر باد ان کو حاصل ہو لیکن جب یہ حضرات بُرا منائیں گے تو ہمیں شک ہو جاتا ہے کہ شاید ان لوگوں کے اشارے پر یہ ہو رہا ہے جب بھی بلوچستان اسمبلی میں بلوچ اور پشتون پر مظلومیت کی آواز لگائی جاتی ہے تعجب اس پہ ہوتا ہے کہ پھر بلوچستان اسمبلی

کے ممبراس پہ کیوں سیخ پا ہورہے ہیں ان کوتو ساتھ دینا چاہیے اور ہم نے کوئی ایسا طریقہ جو قانون سے ہٹ کر ہو ریاست کے خلاف ہو کسی قوم کے خلاف ہو ہم نے ایسے کسی طریقے کا انتخاب تو نہیں کیا ہے فلور تو ہے اس مقصد کے لئے کہ ملک کے ہر کونے میں اور ہر قومیت کے ساتھ جو امتیازی سلوک ہورہا ہے تو یہاں آواز ہونی چاہیے ریاست کو متنبہ کرنا چاہیے ریاست کی توجہ اس مسئلے کی طرف مبذول کرانی چاہیے تو یہی آواز یہ قرارداد کا مقصد ہے نہ ہم پیپلز پارٹی کے خلاف بول رہے ہیں نہ قرارداد پیپلز پارٹی کے خلاف ہے۔نہ وزیراعلیٰ سندھ کے خلاف ہیں یہاں ہمارے علاقے میں ہمارے اس پشتون بیلٹ میں پشتونوں کے خلاف جو کام ہورہا ہے انتظامیہ جو زیادتی اور ظلم کررہی ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے انتظامیہ کے آفیسر بھی پشتون اور مظلوم بھی پشتون اسی طرح ہمارے بلوچ بیلٹ میں بلوچوں کے ساتھ امتیازی سلوک روا رکھا گیا ہے وہاں کے انتظامی آفیسر بلوچ ،مینگل ، لانگو اور محمد حسنی ہیں پھر بھی بلوچوں کو روزگار نہیں کرنے دیا جارہا ہے تو اس میں کوئی شک نہیں ہے میں اس قرارداد کی انہی تجاویز کے ساتھ کہ پٹھانوں کے بجائے تمام اہل بلوچستان بلوچ و پشتون سب کا ذکر ہونا چاہیے۔

جناب اسپیکر: ok

مولوی نوراللہ: اور یہی شکایت جو کراچی میں ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے یہاں بلوچستان میں بھی اسی طرح ظلم ہورہا ہے بلوچوں اور پشتونوں کے ساتھ اسلام آباد اور پنجاب میں بھی ہورہا ہے اس میں بھی کوئی شک نہیں ہے۔مہربانی۔

جناب اسپیکر: علی حسن زہری صاحب۔

جناب علی حسن زہری (وزیر محکمہ زراعت وکوآپریٹوز): بسم اللہ الرَّحمٰن الرَّحیم۔ جتنے ہمارے معزز ممبران نے جو Question کیے ہیں میں اس پر جواب دینا چاہتا ہوں ایسی کوئی پالیسی نہیں ہے سندھ گورنمنٹ کے پاس کسی افغانی، پشتون، بلوچ کو نکالنا چاہیں، ہاں کسی کو فیڈرل گورنمنٹ سے کچھ احکامات آگئے ہیں کوئی بلیک لسٹ ہے یا کوئی ایسی چیز ہے وہ ہم نہیں کررہے ہیں ہم مل کے رینجرز اور ایف آئی اے کے ساتھ کررہے ہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے ابھی ساڑھے تین کروڑ کی آبادی ہے۔کہیں نہ کہیں ہوتا ہوگا ایسی چیزیں بالکل میں حاضر ہوں میں چیف منسٹر سے بھی بات کرنے کے لئے تیار ہوں میرے دوست کمیٹی میں آجائیں (ڈیسک بجائے گئے) تو میں پریذیڈنٹ پاکستان زرداری صاحب کو بھی بتادوں گا ان چیزوں کی ان سے request کرلوں گا ہم ہر چیز کے لئے حاضر ہیں سامنے ہمارے سندھ گورنمنٹ کی صرف سندھ میں سب نہیں ہورہا ہے یہ پورے پاکستان میں ہورہا ہے سر! یہ سندھ گورنمنٹ کی بات نہیں ہے جیسے میرے دوست کہہ رہے ہیں ہم حب چوکی کراس کریں آگے پولیس ہمیں تنگ کرتی ہے سر! وہاں پولیس نہیں ہے وہاں رینجرز اور ایف سی کھڑی ہے وہاں آپ کے کسٹم والے کھڑے ہیں الزام سندھ گورنمنٹ پر ہے ایسی کوئی بات نہیں ہے ہوگا بھی

ہے بالکل میری پارٹی میرے لیڈر ہاؤس میں جتک صاحب اور عمرانی صاحب اکھٹے بیٹھے ہوئے ہیں سی ایم صاحب نہیں ہیں ہم بالکل تعاون کرنے کے لئے حاضر ہیں پشتون اور بلوچ آپس میں بھائی ہیں جو بھی پاکستان میں ہیں جن کو کوئی بھی تکلیف ہے سندھ گورنمنٹ سے میں اسکے لئے حاضر ہوں۔(ڈیسک بجائے گئے)

جناب اسپیکر: thank you تو آپ اگر کمیٹی بناتے ہیں تو ہم اس کے ساتھ جانے کے لئے تیار ہیں۔ ok Thankyou very much آیا قرارداد نمبر 68 منظور کی جائے۔

جناب اسپیکر: قرارداد نمبر 68 ان following amendments کے ساتھ منظور کی جاتی ہے اس کو مشترکہ قرارداد قرار دیا جاتا ہے اور اس میں پشتون کے بجائے بلوچستان کے باسی بلوچ، پشتون جو بھی لوگ ہیں یہاں کے رہنے والے ان سب کا نام شامل کیا جائے اور پھر انشاء اللہ اس پر ایک کمیٹی بناتے ہیں علی حسن صاحب اور صادق عمرانی صاحب سے ریکوئسٹ کریں گے کہ وہ اس کمیٹی اور چیف منسٹر سندھ کے ساتھ رابطے میں ہوں اور چلے جائیں اور وہاں ان سے یہ بات ڈسکس کرلیں۔جی thank you قرارداد نمبر 68 منظور ہوئی۔جی

جناب اصغر علی ترین: جناب اسپیکر! بہت شکریہ آپ کا اور تمام ساتھیوں کا انہوں نے مشترکہ قرارداد کا نام دیکر اسے منظور کیا یقیناً یہ بہت بڑا مسئلہ تھا اگر آپ وہ کمیٹی announce کردیں وہ date announce کردیں تو کافی میرے خیال سے۔۔۔

جناب اسپیکر: نہیں ایک دو دن میں ہم بیٹھ کر تقریباً کل اس پر ہم نام فائنل کردیتے ہیں پھر جتنے ممبرز ہوں گے ان کو ہم convey کریں گے کہ اس date پر آپ لوگوں نے اکھٹے ہونا اور یہ یہ ممبرز ہوں گے ابھی اس وقت تو سارے ممبر کو ہم کو کیسے convey کرسکتے ہیں۔

جناب اصغر علی ترین: ٹھیک ہے شکریہ۔

جناب اسپیکر: Thank you very much.جی ایک منٹ.جی اشوک کمار صاحب۔

جناب اشوک کمار: شکریہ جناب اسپیکر صاحب! میں آپ سے گزارش کرنا چاہ رہا ہوں کہ شاید آپ کو یاد ہوگا کہ اسی اسمبلی فورپر میں نے اپنی سیکورٹی کے مسئلہ کا ایشو اٹھایا تھا۔

جناب اسپیکر: جی جی بالکل

جناب اشوک کمار: بلکہ آپ نے ڈی پی او حب سے بات کی تھی اس کے بعد اسمبلی کے اندر یہ بل بھی پاس ہوا وہ بل بھی میں نے ڈی پی او صاحب کو بھیجا اور ریکوئسٹ بھی بھیجی لیکن آج تک مجھے وہ سیکورٹی نہیں ملی ہے تو موقع کا فائدہ لیتے ہوئے ہمارے علاقے کے منسٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں میں ان سے بھی گزارش کرتا ہوں کہ آپ آگے بتائیں کہ مجھے

سیکورٹی دیے ہوئے ہیں یا نہیں۔

جناب اسپیکر: علی حسن صاحب! آپ کچھ کہنا چاہیں گے؟

وزیر محکمہ زراعت وکوآپریٹوز: میرے ممبر صاحب کی سیکورٹی کا مسئلہ یہ ہے حب کی آبادی تیرہ لاکھ سے above ہوگئی ہے آپ خود بیٹھے ہیں آپ پوچھ سکتے ہیں میرے پاس ٹوٹل نفری چار سو ہے آئی جی صاحب اور سی ایم صاحب نے دوسونفری کے لئے تقریباً سمری بھیج دی ہے وہاں سے recommend ہوگئی ہے ان لوگوں نے خضدار میں نااہل ڈی آئی جی لگایا ہے اس نے کسی کو recommend نہیں کیا ہے اس نے کہا کہ تمیں پوسٹیں دے دیں میں بھیجوں گا میں نے سی ایم صاحب سے ریکوئسٹ کی سی ایم صاحب نے لورالائی کے ڈی آئی جی صاحب کو deport کیا ہے وہ آئے تھے وہاں انٹرویوز کر کے آئے ہیں انشاءاللہ وتعالیٰ آئی جی صاحب سے میری بات ہوئی دوتین دفعہ آئی جی صاحب نے کہا ہے میں فوری طور پر کرلوں گا میں اپنے ممبر صاحب کو یقین دلاتا ہوں بالکل آپ کو ملیں گی جیسے ہی recommend پندرہ بیس دن میں پوری ہوجائے ہم دینے کے لئے تیار ہیں۔

جناب اسپیکر: یہ پوسٹیں آپ سے ڈی آئی جی خضدار نے مانگی ہیں۔

وزیر محکمہ زراعت وکوآپریٹوز: ڈی آئی جی خضدار نے اشوک صاحب میں یہ کہہ رہا ہوں بالکل ہم نفری دینے کے لئے تیار ہیں ابھی نفری ہے نہیں ہمارے پاس shortage ہے میر زرین خان مگسی صاحب بیٹھے ہوئے ہیں وہ بھی اسی علاقے سے ہیں ان سے بھی آپ پتہ کر سکتے ہیں وہاں تیرہ لاکھ کی آبادی ہے روز ہمارے ہاں ڈکیتیاں ہورہی ہیں چھینا پارٹی ہورہی ہے لوگ مر رہے ہیں ہمارے پاس کوئی سیکورٹی نہیں ہے سر! میں کہاں سے لیکر آؤں سیکورٹی میں نے سی ایم صاحب سے کہہ دیا ہے میں نے آئی جی صاحب سے خود ریکوئسٹ کی ہے ایسا کرپٹ ڈی آئی جی لگایا ہے وہ گھر سے باہر نہیں نکل سکتا آپ پتہ کر سکتے ہیں وہ اپنے گھر میں بیٹھ کے چلا رہا ہے اسی لئے لورالائی کے ڈی آئی جی کو بھیج دیا ہے اسی پر اس نے خط لکھ دیا ہے اس کو کیوں recommed کیا آپ نے انچارج لگا دیا ہے بھی آپ کرلیں ابھی آئی جی صاحب کے پاس فائل پڑی ہے ان لوگوں نے لیٹر لکھ دیا ہے جن جن لوگوں کے لوکل ہیں وہاں سے ان کا کنفرم ہو کے آیا ہے انشاءاللہ آٹھ دس دن میں اپنے بھائی کو یقین دلاتا ہوں۔ thank you

جناب اسپیکر: ok good محترمہ شاہدہ رؤف صاحبہ آپ اپنی قرارداد نمبر 69 پیش کریں۔ جی سینیٹر صاحب کو بلوچستان اسمبلی آمد پر خوش آمدید کہتے ہیں۔ جی شاہدہ رؤف صاحبہ۔

محترمہ شاہدہ رؤف: بہت شکریہ اسپیکر صاحب۔ **قرارداد نمبر 69**۔ ہرگاہ کہ یہ ایوان اِس امر پر گہری تشویش کا اظہار کرتا ہے کہ کوئٹہ سے ملک کے دیگر شہروں کے لیے PIA اور دیگر نجی ایئر لائنز کی جانب سے کرایوں میں غیر معمولی اضافہ

کر دیا گیا ہے جو ملک کے دیگر شہروں کے مقابلے میں نہایت زیادتی اور امتیازی سلوک ہے۔ اِس وقت کوئٹہ سے کراچی تک کا یکطرفہ کرایہ 43 ہزار سے 45 ہزار بلکہ بعض اوقات تو 60 ہزار روپے تک کرایہ وصول کیے جا رہے ہیں۔ جب کہ کوئٹہ سے اسلام آباد تک کرایہ 70 ہزار سے تجاوز کر چکا ہے اِس کے برعکس کراچی سے لاہور یا اسلام آباد تک کرائے صرف 15 ہزار سے 20 ہزار کے درمیان ہے۔ یہ اعداد و شمار اِس اَمر کی واضح عکاسی کرتا ہے کہ بلوچستان کے عوام کے ساتھ فضائی سفر کے معاملے میں امتیازی رویہ اختیار کیا گیا ہے جس سے نہ صرف صوبے کے مسافروں کو مالی مشکلات کا سامنا ہے بلکہ بلوچستان کے ملک کے دیگر شہروں سے تجارتی اور انتظامی روابط بھی شدید متاثر ہو رہے ہیں۔ لہٰذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ فوری طور پر وفاقی حکومت وزارت ہوابازی PIA اور دیگر نجی فضائی کمپنیوں سے رجوع کرے کہ وہ کوئٹہ اور صوبے کے دیگر ہوائی اڈوں سے چلنے والی پروازوں کے کرایوں کو فوری طور پر ملک کے دیگر شہروں کے مساوی سطح پر لانے کو یقینی بنانے کے لیے عملی اقدامات اُٹھائیں۔

جناب اسپیکر: قرارداد نمبر 69 پیش ہوئی۔ کیا محرکہ اپنی قرارداد کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گی؟

محترمہ شاہدہ رؤف: جی اسپیکر صاحب۔ اسپیکر صاحب! یہ قرارداد نہایت اہمیت کی حامل ہے اِس ہال۔۔۔

جناب اسپیکر: Honurable members Please Order in the House please.
اشوک کمار صاحب! پلیز Order in the House۔ جی۔

محترمہ شاہدہ رؤف: اِس ہال کے اندر بیٹھے ہوئے تمام ممبرز کو اِس بات کا احساس ہے کہ اِس وقت کوئٹہ کے حالات پورے بلوچستان کے حالات کس طرح ہیں۔ آئے دن ہماری سڑکیں بند ہوتی ہیں سڑکوں پر جتنی بھی vehicles ہیں اُن کو stop کر دیا جاتا ہے نہیں جانے دیا جاتا۔ اِسی طرح ریل کا بھی یہی قصہ ہے کہ مہینے کے اندر آدھے سے زیادہ دن ریل کا سفر نہیں ہو پاتا۔ لاء اینڈ آرڈر کا چاہے آپ کہہ لیں یہ precautionary measure گورنمنٹ اُٹھا رہی ہوتی ہے جس وجہ سے لیکن حقیقت یہ ہے کہ بلوچستان کے لوگوں کو صوبے سے باہر جانے کے لیے صرف ایک ہی means رہ جاتے ہیں اور وہ ہے by-air۔ اَب اِس پر دہشتگرد تنظیمیں تو جو کچھ ہمارے ساتھ کر رہی ہیں سر! کر رہی ہیں۔ ہمارے اپنے ادارے ہمارے ساتھ کیا کر رہے ہیں ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ جب باقی means ہمارے پاس نہیں ہیں تو ہمارے لیے جتنی بھی ایئر لائنز تھیں وہ اِس پر کام کرتیں کہ زیادہ سے زیادہ اپنی پروازیں کوئٹہ کی طرف یا بلوچستان کی طرف کرتیں۔ لیکن اُن کا المیہ یہ ہے کہ اُنھوں نے بجائے ہمیں facilitate کرنے کے کرائے آسمانوں کی حدوں کو چھو رہے ہیں۔ چاہے ہمارے students ہیں چاہے بیمار ہیں چاہے تاجر ہیں جنھوں نے کسی بھی غرض سے صوبے سے باہر جانا ہے تو یقیناً by-air ہی جانا ہے۔ اور اُس میں آپ یہ دیکھ لیں

اور یہ مَیں facts and figures جومَیں نے کرائے دیئے ہیں یہ آپ دیکھیں تو یہ online اِن کی جو reservations ہو رہی ہوتی ہیں اُن پر ہے۔آپ خود بھی travel کرتے ہیں یہاں بیٹھے ہوئے تمام لوگ travel کرتے ہیں اسلام آباد کا یکطرفہ کرایہ کوئٹہ سے 70,000 سے above جا رہا ہے۔یہی حال کراچی کا ہے حالانکہ کراچی میں آپ دیکھ لیں ہمارے جتنے مریض اُنھیں travel کرنا ہوتا ہے ہمارے students ہیں ہمارے تاجر ہیں اور المیہ اُس پر یہ ہے کہ آپ کو اِتنی amount pay کرنے کے باوجود بھی reservation نہیں ملتی ہے۔اگر آپ نے emergency میں کہیں جانا ہے تو آپ کو seat نہیں ملے گی۔تو سر! میری آپ اور اِس ہاؤس میں بیٹھے ہوئے جتنے بھی لوگ ہیں اُن سب سے یہ گزارش ہے کہ for God sake اِس پر یہ کام کریں آپ سے یہ میری special request ہوگی سر! کہ اِس میں آپ اپنے ہاؤس کی کمیٹی پارلیمانی لیڈرز کی بنائیں اور اِس کو emergency بنیادوں پر جو ہے۔۔۔

جناب اسپیکر: آپ ذرا یہ بتائیں یہ جو آپ نے لکھا ہے لاہور یا اسلام آباد تک کا کرایہ صرف 15 ہزار سے 20 ہزار کے درمیان ہے۔یہ کہاں سے ہے؟

محترمہ شاہدہ رؤف: یہ بالکل اِن کی online reservation جو ہے۔۔۔

جناب اسپیکر: نہیں نہیں کہاں سے 15 ہزار ہے۔کہاں سے کہاں تک ہے؟

محترمہ شاہدہ رؤف: کراچی سے لاہور کا ہو کراچی سے اسلام آباد کا ہو وہاں آپ کا کرایہ حالانکہ distance پر ایک ہی ہوگا۔لیکن کرایہ اُن کا 15 سے 20 ہزار ہوگا اور ہمارا یہاں کرایہ 60 سے 70 ہزار تک جا رہا ہے۔

جناب اسپیکر: اِس کا کوئی documentary proof ہے آپ کے پاس؟

محترمہ شاہدہ رؤف: مَیں آپ سے یہی کہہ رہی ہوں کہ یہ جتنا کچھ ہے یہ اُن کی online reservations سے check کیا جا سکتا ہے website پر ہے۔

جناب اسپیکر: نہیں میرے کہنے کا مقصد یہ تھا یہ تو جتنی بھی ایئر لائنز ہیں جو provincial level پر جو operate کرتی ہیں اُن کی یہاں کے جو لوکل heads ہیں مَیں اُن کو بلانا چاہتا ہوں تاکہ اُن کے سامنے یہ proof رکھا جائے۔

محترمہ شاہدہ رؤف: ہمارے اِس وقت بلوچستان سے صرف PIA اور ایک Fly Jinnah اِس کے علاوہ تو ہے ہی نہیں۔صرف دو آپ کی ایئر لائنز وہ یہاں سے functional ہیں آپ PIA کو آپ صرف اِن دو کو نہ بلائیں باقی ایئر لائنز ہیں وہ کیوں اپنی یہاں سے پروازیں شروع نہیں کرتیں۔میرے کہنے کا مقصد ہے اگر آپ کو اِس کی

documentaion چاہیے تو وہ مَیں آپ کے آفس میں بالکل پہنچادوں گی تا کہ آپ کے پاس ہوں، اچھا ٹھیک ہے باقی جو ممبرز بات کریں گے وہ اُس پر دے دیں گے تو میرے کہنے کا صرف یہ مقصد ہے کہ آپ لوگ اِس کو ہنگامی بنیادوں پر اپنے صوبے کے لوگوں کو ہم نہیں اگر roads نہیں کھلواسکتے ہم ٹرین چلا سکتے atleast ہم جو اُس کا ایک mean ہے اُس کو اُن پر proper way سے اُس کی جو آمدن ہے۔ باقی یہ نہیں ہے باقی پاکستان کے اندر بھی یہی ہیں اگر پاکستان کے اندر باقی کرائے ہیں تو یقیناً ہم اِس پر بات نہیں کرتے لیکن زیادتی یہ ہے کہ باقی جگہوں پر اِسی distance کے کم کرائے لیے جارہے ہیں کوئٹہ اور باقی شہروں کے بیچ میں جتنا distance ہے اُس کے زیادہ لیے جارہے ہیں۔تو آپ سے صرف یہ ریکوئسٹ ہوگی کہ آپ اورسی ایم صاحب کی سربراہی میں پارلیمانی لیڈرز کی ایک کمیٹی تشکیل دیں جو اِس کو ہنگامی بنیادوں پر پرائم منسٹر صاحب اور فیلڈ مارشل صاحب سے بھی ملیں اُن کو onboard لیں جس پر آپ لوگوں کو بات کرنی چاہیے۔ بہت شکریہ۔

جناب اسپیکر: جی مینا مجید صاحبہ۔نہیں وہ آپ اِسی پر۔hold on , hold on اِس قرارداد پر بولنا چاہ رہی ہیں وہ تو میرے پاس پرچی آئی ہے زمرک خان صاحب! آپ کی بیٹھ جائیں ایک منٹ۔ باقی مینا مجید صاحبہ آپ بھی اِسی پر بولنا چاہتی ہیں۔ok دومنٹ انتظار کریں۔ جی مینا مجید صاحبہ۔

محترمہ مینا مجید (مشیر برائے وزیراعلیٰ کھیل اور امور نوجوانان): Thank you Mr. Speaker۔سب سے پہلے تو اِس قرارداد کی مَیں بھرپور حمایت کرتی ہوں۔ بالکل اِسی طرح ہے کہ بلوچستان کے ساتھ یہ جو امتیازی سلوک ہے ائیر لائنز کی طرف سے اور جو safest ذریعہ ہے بلوچستان جیسے صوبے کے لیے وہ by-air travel ہے۔تو by-air travel میں بلوچستان کا مَیں خود اسلام آباد سے کوئٹہ آرہی تھی emergency بنیادوں پر ایک اہم میٹنگ تھی 80 ہزار روپے مَیں دے کر آئی ہوں۔ 80 ہزار میں آپ کراچی سے دبئی جاسکتے ہیں 80 ہزار میں اسلام آباد سے کوئٹہ پہنچی ہوں اور۔۔۔

جناب اسپیکر: one way

مشیر برائے وزیراعلیٰ کھیل اور امور نوجوانان: جی ہاں تو کہنے کا مطلب ہے 80 ہزار one way کا مَیں دے کر آئی ہوں بہت important میٹنگ تھی جس میں مجھے آنا تھا۔تو اِن ائیر لائنز کے ساتھ باقاعدہ ایک میٹنگ ہونی چاہیے، بلوچستان کے ساتھ یہ امتیازی سلوک کیوں؟ جیسے کہ شاہدہ رؤف صاحبہ نے بتایا اور زمرک صاحب کے ساتھ وہ details ہیں documentation کے باقی صوبوں کا کتنا کرایہ ہے اور بلوچستان کا کتنا کرایہ ہے تو یہ فرق کیوں ہے Balochistan is a hard area تو hard area کے لیے تو آپ کو incentives دینے

چاہئیں اور اِس کو سستا کرنا چاہیے ٹکٹ کو بلوچستان میں امن وامان کی جو صورتحال ہے یقین جانیں جتنی ایئر لائنز پاکستان میں چل رہی ہیں اگر بلوچستان میں چلنے لگیں تو لوگ بسوں اور ٹرینوں کو چھوڑ دیں گے۔ وہ ایئر لائنز پر ہی اپنا travel کرلیں گے لیکن اگر اُن کے جو fair جو rates ہیں وہ باقی صوبوں کے مطابق ہوں۔ دوسرا یہ کہ مَیں یہ ایک ریکوئسٹ کرنا چاہوں گی کہ اِس قرارداد میں یہ amendment لانی چاہیے اور اِس کی مَیں ریکوئسٹ کرتی ہوں کہ کوئٹہ سے تربت کوئٹہ سے گوادر کی flights open ہوں اُن کو بحال کیا جائے۔ کیونکہ ہمیں تربت جانا ہوتا ہے چونکہ ہماری constituency ہے ہمیں وہاں لوگوں کے ساتھ ملنا ہوتا ہے ہمارا گھر ہے ہم پہلے کسی اور صوبے میں جاتے ہیں بلوچستان سے ہم صوبہ سندھ جاتے ہیں پھر صوبہ سندھ سے بلوچستان مطلب تربت جاتے ہیں۔ تو ایک بہت بڑا مسئلہ ہے ہمارے تربت کے لوگوں کے لیے گوادر کے لوگوں کے لیے چونکہ ایک بہت بڑی آبادی اِدھر کوئٹہ میں رہتی ہے ڈاکٹرز ہیں students ہیں different fields میں اِدھر کام کر رہے ہیں کوئٹہ میں تو بہت بڑی تعداد ہے اُس area کی اِدھر کوئٹہ میں لیکن flights نہیں ہیں پہلے ہمیں جانا ہوتا ہے صوبہ سندھ پھر ہم بلوچستان جاتے ہیں۔ تو اِس مسئلے کو بھی handle کیا جائے اور مَیں ریکوئسٹ کرنا چاہوں گی کہ اِس قرارداد میں add کیا جائے۔ thank you

جناب اسپیکر: ok, Thank you very much۔ فرح عظیم شاہ صاحبہ۔

محترمہ فرح عظیم شاہ: جی بہت شکریہ۔ جناب اسپیکر! بسم اللہ الرَّحمٰن الرَّحیم۔ مَیں اِسی قرارداد پر بات کرنا چاہوں گی اور یہ قرارداد مَیں سمجھتی ہوں کہ نہایت اہمیت کی حامل ہے اور جس طریقے سے شاہدہ روف صاحبہ نے بھی بہت سے جو مسائل ہیں اِس حوالے سے اُن کو اُجاگر کیا۔ جناب اسپیکر! ایک تو سیکورٹی issues ہونے کی وجہ سے by road سفر کرنا بہت زیادہ مشکل ہے یہ ہم سب جانتے ہیں پھر اِس طرح ہے کہ جو flight، fly jinnah اور PIA، fly Jinnah تو چلیں ہمیں روزانہ کی بنیاد پر مل جاتی ہیں اسلام آباد کے لیے یا کراچی کے لیے لاہور کے لیے وہ بھی نہیں ملتیں اور اِسی طریقے سے PIA کی flights بھی روزانہ کی بنیاد پر نہیں ہیں یا تو وہ cancel ہو جاتی ہیں یا ایک دن چھوڑ کے ایک دن ہے۔ اور پھر اگر خُدانخواستہ کسی کو اچانک یا emerging basis پر جانا پڑتا ہے کہیں پر اور اچانک اگر آپ ٹکٹ کروائیں تو یہ ایک لاکھ سے بھی تجاوز کر جاتے ہیں کرایہ۔ تو یہ بہت زیادہ issues ہیں اِس پر ضرور، اِس کی ہم سب حمایت کرتے ہیں اور یہ بھی میں کہوں گی کہ اِس قرارداد کو پورے ہاؤس کی طرف سے present کیا جائے۔ Thank you so much

جناب اسپیکر: ok Thank you very much۔ جی زمرک خان صاحب۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: جناب اسپیکر صاحب!۔

جناب اسپیکر: میڈم! پرچیاں آپ سے پہلے آئی ہیں آپ کو موقع دیتے ہیں بیٹھ جائیں۔۔۔(رکن اسمبلی بغیر مائک کے بول رہے ہیں) جی زمرک خان صاحب۔میڈم! آپ ناراض ہورہی ہیں میرا خیال ہے آپ کی پرچی اپنی جگہ پر ہے normally procedure آپ کو پتہ ہونا چاہیے کہ آپ پرچی بھجواتی ہیں یہ دیکھیں میرے پاس 20 پرچیاں ہیں اب اِنکو چھوڑ کے ہاتھ کھڑے کرنے والے کو میں کیسے prefer کرونگا۔مہربانی کرکے زمرک خان صاحب جی۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: جی شکریہ جناب اسپیکر صاحب! میڈم شاہدہ نے جو قرارداد پیش کی حالانکہ چار پانچ دن پہلے سیکرٹری صاحب سے بھی میں نے رابطہ کیا تھا کہ میں یہ قرارداد لانا چاہتا ہوں تو اُنہوں نے کہا کہ میڈم نے یہ قرارداد جمع کی ہے تو ابھی آپ نہیں لاسکتے تو میں نے کہا پھر ہم اِس کو مشترکہ بناتے ہیں۔تو اِنہوں نے جن چیزوں کی طرف نشاندہی کی میں صرف آپ کو کچھ documents پھر دوں گا بعد میں جناب اسپیکر صاحب! شاید آپ کو یاد ہو جب نواب اسلم رئیسانی صاحب کے دور میں بھی ایک سلسلہ اُس وقت سے چل رہا ہے اُس وقت تو یہ تھا کہ PIA کا جب جہاز فری ہوتا تھا تو ہمارے لئے لگتا تھا۔سکردو سے آرہا ہے کینسل ہوجاتا تھا۔کوئٹہ اسلام آباد کینسل، اسلام آباد کوئٹہ کینسل یہ کینسل یہ ہماری قومی ایئر لائنز ہیں۔اُس وقت پھر میں نے ایک دفعہ کہا کہ اِس ایئرپورٹ کو ہی بند کردیں جب ہمیں پوچھنے والا کوئی نہیں کیا ہم لاوارث ہیں ہر جگہ ہم لوگوں پر ظلم ہورہا ہے قومی ایئر لائنز کا تو یہ ہے کہ یہ ایئر لائنز 1946ء میں oriental airlines تھی۔آپ PIA کا احتساب کرلیں۔پھر یہ چینج ہوگیا جب 1955ء میں اِن کو PIA کا نام دیا گیا اُس وقت سے ائیرلائنز اور 1985 emirates airlines میں بنی ہے۔اور دو جہازوں سے emirates airlines شروع ہوگئی جناب اسپیکر صاحب! یہ emirates airlines۔اُس کا پہلا جہاز جو تھا وہ PIA سے اُنہوں نے خریدا، PIA نے اپنے جہاز مسقط کو بھی دیئے تھے اُس وقت وہ سنکھے والے تھے۔ہماری اِتنی پرانی ایئرلائنز ہیں آج آپ اُن کی حالت دیکھ لیں۔کوئٹہ کے لیے جس طرح میڈم نے کہا تین، چار فلائٹیں چلتی ہیں ہمارا مذاق بھی اُڑاتے ہیں۔15 تاریخ کو میں لاہور سے آرہا تھا میری flight تھی بجے بھی ساتھ تھے لاہور ٹو کوئٹہ، پی آئی اے کی فلائٹ۔message پڑا ہوا ہے پھر میں آپ کو دکھا دوں گا۔میری 11 بجے فلائٹ تھی پھر کہتے ہیں 3 بجے ہوگی اچھا ٹھیک ہے۔مجھے تین بجے message آیا کہ جی آپ کی فلائٹ ری شیڈول ہوگئی۔ری شیڈول کب 15 اکتوبر کے بجائے آپ کی فلائٹ 24 اکتوبر کو ہے ابھی میں 9 دن اُدھر لاہور میں گزاروں گا کہ 24 تاریخ کو فلائٹ ہے۔ہمارا مذاق اُڑاتے ہیں۔

جناب اسپیکر: یہ کب کی بات ہے؟

انجینئر زمرک خان اچکزئی: یہ 15 اکتوبر کی۔

جناب اسپیکر: اچھا۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: 15 اکتوبر کے last میں میں لاہور گیا تھا وہاں check-up کے لیے تو 15 اکتوبر کو میرا ری شیڈول ہو گیا آپ 24 اکتوبر کو آ جائیں مطلب کم از کم یہ تو نہیں کرنا چاہیے یہ میسج تو نہیں دینا چاہیے کہہ دیں کہ کینسل ہو گیا اور جہاں ابھی بھی اسی طرح ہے آپ کا یہ میں آپ کو دو تین documents دیتا ہوں۔ اور دوسری جو ہے آپ کی ایئر لائنز پانچ ایئر لائنز یہاں چلتی ہیں air sial, air blue, air serene اور fly jinnah جب لائسنس دیتے ہیں تو لائسنس میں تو یہ کرنا چاہیے کہ جی کوئٹہ کے لیے تو آپ فلائٹس چلائیں اُس بنیاد پر چلائیں چاہے یہاں نقصان بھی ہو۔ لیکن نقصان کدھر ہے وہ تو ایک trip جب fly jinnah جب لگاتی ہے اسلام آباد، کوئٹہ، کوئٹہ کراچی، کراچی کوئٹہ، کوئٹہ اسلام آباد وہ اُنہوں نے تو میرے خیال سے دو تین جہاز کی کمائی کر لی۔ ابھی یہ جو air sial چلی کیوں بند ہو گئی؟ کوئی پوچھنے والا نہیں ہے آپ کا air blue کیوں بند ہو جاتی ہے وہ اپنا ایک گھنٹہ ہے اپنے لائسنس کو پکا کرنے کے لیے یہ کوئٹہ کے لئے کچھ عرصے چلاتے ہیں پھر ان کو انٹرنیشنل فلائٹیں ملتی ہیں پھر ان کا کاروبار، بزنس بڑھ جاتا ہے۔ بابا! یہ تو آپ اِن کو بلائیں کمیٹیوں کی میٹنگ فی الحال چھوڑ دیں آپ اِن کے CEOs کو بلائیں اُن سے کہہ دیں کیا وجہ ہے؟ کہ آپ اِس طرح ظلم کیوں کر رہے ہیں؟ بھئی! میں آج آیا ہوں پرسوں میں گیا اسلام آباد بیٹے کے ساتھ میں نے 75 ہزار کا ٹکٹ خریدا آج واپس آیا 80 ہزار والا ٹکٹ میں نے 83 ہزار کا خریدا۔ ابھی یہ چار ٹکٹیں 4 لاکھ روپے یہ ظلم آپ دیکھ لیں اِس طرح آپ کم از کم اِتنی رولنگ تو دے سکتے ہیں کہ کم از کم یہ دوسری ائیر لائنز کیوں نہیں چلتی ہیں؟ کوئٹہ سے یہ فلائٹس کیوں نہیں چلاتی ہیں؟

جناب اسپیکر: جی ہاں serene چل رہی تھی اس کو بند کر دیا۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: اگر تین تین فلائٹیں ہیں۔ ایک چیز آپ کو بتا دوں یہ ابھی latest سکرین شارٹ ہے یہ پشاور کراچی۔ air distance two hours، سوا دو گھنٹے کی فلائٹ ہے۔ 25 ہزار 456 روپے پشاور کراچی۔ اُس کے بعد بھی 7 تاریخ کو میں آ رہا تھا کوئٹہ اسلام آباد کوئٹہ 66 ہزار 456 اور پھر اسلام آباد کراچی پونے دو گھنٹے کی فلائٹ ہے۔ 23 ہزار 467۔

جناب اسپیکر: کس ائیر لائن کی بات کر رہے ہیں؟

انجینئر زمرک خان اچکزئی: یہ fly jinnah اور PIA

جناب اسپیکر: ok ٹھیک ہے۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: میں نے اِن دونوں کا ٹکٹ لیا ہوا ہے۔ اگر آپ صاحب کو دے دوں۔

جناب اسپیکر: لے آئیں۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: سر! میں اپنے ٹکٹس آپ کو دے دوں گا آپ ایک کام کریں کم از کم اگر ہماری بات نہیں مانی جاتی ہے میں اپنے دوستوں سے گزارش کرتا ہوں ریکوئسٹ کرتا ہوں کہ ہم کم از کم عدالت کا راستہ اپنائیں۔ عدالت کو یہ چیزیں دکھائیں کہ کراچی اور اسلام آباد 24 ہزار اور 80 ہزار میں دے رہا ہوں کس قانون کے تحت؟ کس پالیسی کے تحت؟ اِتنے لاوارث ہم ہو گئے ہیں؟ اور state کے جو ملازم جا رہے ہیں کیا اُن کے بقایاجات ہم سے اصولی کر رہے ہیں؟ آدھا آدھا ٹکٹ؟ آپ اسپیکر صاحب! میں زیادہ لمبا نہیں کرنا چاہتا ہوں۔

جناب اسپیکر: ok۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: آپ ایک رولنگ یہ بھی دے دیں کہ اُن ایئر لائنز کے CEOs کو بھی بلائیں آتے ہیں یا نہیں آتے ہیں وہ اُن کا کام ہے، Air Blue, Air Sial اور دوسرا کونسا ہے Serene اور PIA اور Fly Jinnah جتنی فلائٹیں چلتی ہیں اِن سب کے CEOs کو بلائیں اور اُن سے یہ پوچھا جائے کہ جو کرایہ زیادہ ہے اور دوسروں سے یہ پوچھا جائے کہ آپ کوئٹہ کے لئے کیوں فلائٹیں نہیں چلا رہے ہیں؟

جناب اسپیکر: ok thank you

انجینئر زمرک خان اچکزئی: تو یہ ہماری ریکوئسٹ ہے۔ thank you

جناب اسپیکر: ok thank you۔ محترمہ راحیلہ حمید دُرانی صاحبہ آپ بات کریں۔ میڈم غزالہ گولہ صاحبہ، ڈپٹی اسپیکر سے ریکوئسٹ ہے کہ وہ آئیں چیئر سنبھالیں میں نماز پڑھ لیتا ہوں۔۔۔ (مداخلت) نماز کے لیے جانا ہے؟ نماز کے لیے 10 منٹ کا وقفہ کر دیتے ہیں۔ نماز پڑھ کے دوبارہ آ جاتے ہیں۔ 10 منٹ کیلئے نماز کا وقفہ کیا جاتا ہے۔

(نماز عصر کے لیے وقفہ)

جناب اسپیکر: تشریف رکھیں پلیز۔ wait کریں۔ برکت رند صاحب! آپ اس قرارداد پر بولنا چاہ رہے تھے بسم اللہ کریں قرارداد نمبر 69 پر۔

حاجی برکت رند (پارلیمانی سیکرٹری محکمہ ماہی گیری و کوسٹل ڈویلپمنٹ): بسم اللہ الرَّحمٰن الرَّحیم۔ سر! یہ جو پی آئی اے کا جہاز ہے میں بھی تقریباً 15 دن پہلے آیا تھا ہم تین لوگ تھے میرے ساتھ بچے بھی تھے دو لاکھ، دس ہزار روپے میں نے کرایا دیا ہے کراچی سے کوئٹہ آنے کا ایک سائیڈ کا فی بندے کا 70 ہزار روپے کرایہ تھا۔ ابھی یہاں جو پانچ چھ بندے ہو جائیں تو اُس کی غریبی ختم ہو جائے گی 70,70,80,80 ہزار روپے کرایہ دیں یہاں سے کراچی کے لیے۔ تو کم از کم

اِن کو آپ بلائیں اِن سے پوچھیں کہ بھائی اتنا کرایہ آپ کیوں لے رہے ہیں۔ کم از کم جو کرایہ اسلام آباد سے کراچی کا ہے اسلام آباد سے لاہور کا ہے اُتنا ہی ہونا چاہیے۔ تربت کا بھی یہی کرایہ ہے کراچی تربت کا بھی 70 ہزار کوئٹہ کراچی کا بھی یہی ہے۔ ابھی ہم چاہتے ہیں کہ سر! یہاں سے تربت کے لیے جہازوں کو آپ لوگ شروع کریں کیوں آپ اور ہم یہاں سے تربت جائیں گے ابھی حالات وہ نہیں ہیں کہ ہم by road جائیں۔ کم از کم ہفتہ میں تربت کے لیے ایک جہاز تو ہونا چاہیے۔ سر! اس قرارداد میں اس کو بھی شامل کریں کہ تربت میں ہم یہاں سے جائیں گے تربت یا گوادر ہفتہ میں ایک جہاز ہونا چاہیے۔ کم از کم ہم یہاں سے travel کریں گے ابھی ہم یہاں سے کراچی جائیں گے کراچی سے پھر تربت جائیں گے تربت کم از کم 70 ہزار روپے ہم یہاں سے کرایہ دیں کراچی جائیں پھر 70 ہزار کرایہ دیں کراچی سے تربت جائیں پھر اُتنا کرایہ وہاں سے واپسی کا دے دیں۔ تو آپ سے ہم request کر رہے ہیں کہ کم از کم اِن کے پی آئی اے والے ہیں جتنے جو بھی ہیں اُن سب کو بلائیں اور اُن سے ایک میٹنگ کریں کہ بھائی یہ کیوں؟ اور اگر ایک دن گزر گیا دوسرے دن کرایہ بڑھ رہا ہے کم نہیں ہو رہا ہے۔ کرایہ بڑھتا رہے گا 70 ہزار سے 80 اور 80 ہزار سے 90 اور 90 سے ایک لاکھ روپے ہو جائے گا۔ مہربانی کریں ایک جگہ پر اُس کو برقرار رکھیں۔ اس کو ڈالر کے حساب سے نہیں کریں اس کو روپے کے حساب سے کریں یہ سارا کرایہ ڈالر کے حساب سے ہم سے وصول کر رہے ہیں۔

جناب اسپیکر: یہ اصل میں monopoly ہے باقی ایئر لائنز نہیں چل رہی ہیں صرف دو ایئر لائنز ہیں بس اُس میں وہ اپنی مرضی کا کرایہ ڈالتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری محکمہ ماہی گیری و کوسٹل ڈویلپمنٹ: سر! بس یہی ہے اِن کو۔ بڑی مہربانی۔

جناب اسپیکر: okay done. میڈم راحیلہ حمید درانی صاحبہ!

محترمہ راحیلہ حمید خان درانی (وزیر محکمہ تعلیم): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں سمجھتی ہوں کہ شاہدہ روف صاحبہ انتہائی important قرارداد لائی ہے اور میں اُن کی پوری حمایت کرتی ہوں۔ باقی باتیں تو ساری ہو چکی ہیں میں صرف یہ بتانا چاہتی ہوں کہ when i was a speaker تو یہی صورتحال بلکہ اس سے بھی worse صورتحال تھی اُس میں پھر اسپیکر صاحب ہم نے اِن کو regional والوں کو تو بلایا تھا لیکن میری دو suggestions ہیں آپ کو کہ regional والے آتے ہیں وہ رونا روتے ہیں کہ جی ہمارے ہاتھ میں کچھ بھی نہیں ہے یہ فیڈرل کی طرف سے ہے۔ تو میری آپ سے یہ request ہے آپ رولنگ دے دیں ایک تو اِن کو بلائیں بالکل اور ایک کمیٹی بنا دیں جس کے under یہ ہماری ایئر لائنز آ رہی ہیں میرے خیال میں ministry of defence کے under آتی ہیں۔ تو اُدھر آپ کی سربراہی میں ایک delegation چلا جائے قرارداد بھی فیڈرل کو ہم بھیج دیں اور آپ کی سربراہی میں

ایک delegation جائے اور وہاں خواجہ آصف صاحب کے ساتھ اور جو بھی وہاں کے اس سے concern ہیں اُن کے ساتھ بیٹھ کے اس پر بات کی جائیں۔ مجھے دو باتیں two air lines کوئٹہ سے جارہی ہیں آپ یقین کریں ابھی پچھلے دنوں جو میری والدہ فوت ہوئی تو اُس کے بعد بہت سے لوگ آنا چاہ رہے تھے believe me کہ ایک دن کا ایک لاکھ روپے کا ٹکٹ تھا اور ساری فیملی باہر تھی اور سب آنا چاہ رہے تھے۔ تو میں تو حیران ہوں کہ ہم تو چلے afford کر لیتے ہیں afford سے مراد یہی ہے کہ ہم بھی شاید اُس طرح afford نہیں کر سکتے ہیں ہمیں بھی تو reimbursement مل جاتا ہے لیکن عام پبلک جو کہ روڈز بند ہیں پبلک سروسز بند ہیں وہاں روزانہ threats کی وجہ سے کہتے ہیں کہ buses نہیں چلیں گی یا پھر trains بند ہیں۔ تو عام انسان کیا کریں اُس دن میں ایک video دیکھ رہی تھی جس میں ایک عورت بیٹھی ہوئی تھی اور اُس کی بچی سفر کے دوران وہ چونکہ ایمرجنسی میں لے جارہے تھے چھوٹی سی بچی اُدھر ہی فوت ہوگئی۔ اسی طرح ایک اور بچہ اسی طرح فوت ہوگیا۔ تو میں سمجھتی ہوں کہ ہم اس چیز کے لیے جوابدہ ہیں میں شاہدہ صاحبہ کو بہت appreciate کرتی ہوں کہ وہ اس چیز پر قرارداد لائی ہے۔ ایک تو یہ میں نے آپ سے کہنا تھا دوسرا یہ تو چلیں کہ اب کرائے بڑھ رہے ہیں اب ہم بکنگ کراتے ہیں میں نے جانا ہے آپ نے جانا ہے ابھی میں نے کہا کہ جی ذرا مجھے بتا دیں کہ اس date پر یہ بکنگ اگر seat ہے اور fair کیا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ fair جو ہے like کر کے مجھے بتاتے ہیں کہ 30 thousand ہے۔ ابھی میں decide کر رہی ہوں یا کر رہا ہوں جو بھی اپنا ایک submitt کرتا ہے اپنی request تو like within میں آپ کو سچائی سے بتا رہی ہوں کہ within like 15 minutes وہ 30 thousand jump مار کے 45 thousand بن جاتے ہیں۔

جناب اسپیکر: جی بالکل 45 thousand بن جاتے ہیں۔

وزیر محکمہ تعلیم: 45 ابھی تھوڑا سا اور wait کریں گے وہ jump مار کر 60 thousand پر چلا جائے گا۔ whats going on i think. پوری دُنیا میں یہ نہیں ہوتا کہ آپ اتنی تیزی سے jump لگائیں کیوں کہ ظاہری بات ہے آپ نے صحیح کہا monopoly ہے مافیاں ہیں اب وہ دیکھتے ہیں کہ اور کوئی تو راستہ ہے نہیں کسی اور طریقے سے یہ لوگ نہیں جاسکتے ہیں اور اِنہوں نے ہر صورت یہی راستہ اپنانا ہے۔ تو یہ کس رول کے تحت ہمیں سب سے پہلے تو یہ پوچھنا چاہیے کہ کیا کوئی رولز ہیں اس ایئر لائنز پر؟ کیا کوئی regulations ہیں ان ایئر لائنز پر؟ کہ یہ کس رولز کے تحت اتنا jump کرتے ہیں۔ ٹھیک ہے اگر آپ کے پاس seat ہے آپ دے رہے ہیں تو دو ہزار، تین ہزار چلو بڑھ جائیں گے thousand in thousands تو میری یہ آپ سے request ہے کہ ایک تو اس کو مشترکہ قرارداد بنا کے اس کو آپ ایوان کی طرف سے وفاق کو سفارشات بھیج دیں اور جلد از جلد ایک کمیٹی آپ کی سربراہی میں۔۔۔

جناب اسپیکر: مطلب آپ سمجھتی ہے کہ regional head کو بلانے سے یہ مسئلہ حل نہیں ہوگا۔

وزیر محکمہ تعلیم: مجھے تو نہیں لگتا لیکن آپ اُنہیں بلائیں ضرور یہ پہلا appellant ہوگا یہ آپ کے سامنے ظاہری بات ہے آپ ایک custodian ہیں آپ کے سامنے ہم نے قرارداد رکھی ہے آپ اُنہیں بلائیں ضرور لیکن اُس سے مسئلہ حل نہیں ہوگا جو میرا تجربہ ہے آپ اُن کی بھی ساری بات سن کے ایک کمیٹی ضرور بنا دیں تا کہ اُس کمیٹی کی سربراہی میں اس وقت اِن کے regional heads کو بلائیں اِن سے بات کریں اُس کے بعد فیڈرل کو آپ ضرور بھیج دیں۔

جناب اسپیکر: نہیں میرے خیال میں direct civil aviation اور ministry of defence سے رابطہ کرنا پڑے گا۔ جی ہاں ٹھیک ہے۔ thank you. محترمہ غزالہ گولہ صاحبہ!

محترمہ غزالہ گولہ بیگم (ڈپٹی اسپیکر): thank you جناب اسپیکر صاحب۔ بسم اللہ الرَّحمٰن الرَّحیم۔ شاہد روف صاحبہ نے جو قرارداد پیش کی اُس کی مکمل طور پر ہم حمایت کرتے ہیں کیوں کہ یہ صرف ایک بندے کا نہیں پورے بلوچستان کے لوگوں کا ایک اہم مسئلہ ہے۔ اور جناب اسپیکر صاحب! اس میں آپ دیکھیں کہ یہ ایک genuine issue ہے لوگ 70 ہزار میں اور ایک لاکھ روپے تک بھی ٹکٹس خریدتے ہیں۔ کیوں کہ personally صرف سنی سنائی باتیں نہیں ہیں کیوں کہ traveling ہم سب کر رہے ہیں ہمیں پتہ ہے ہمارے روڈز کے issue ہیں by road ہماری traveling نہیں ہوتی تو زیادہ ہم by air ہی travel کرتے ہیں تو وہ issue ہم سب کے سامنے موجود ہے۔ اِن پر ہمیں سختی سے نوٹس لینا چاہیے اور کیوں کہ personally میرے ساتھ بھی یہ ہوا میری سرجری تھی میرے بچوں نے آنا تھا تو صبح 9 بجے کی flight اُنہوں نے رات کو 2 بجے کر دی تھی یہاں security issues اتنے ہیں لوگ دن کے time نہیں نکلتے ہیں اور رات کے 2 بجے flights رکھنا یہ بھی آپ اپنے notice میں رکھیں کہ اُن دنوں میں جب ہمارے province کے حالات بھی صحیح نہیں تھے رات کو اِن لوگوں نے 2 بجے کی flights کوئٹہ ٹو کراچی رکھی ہوئی تھی۔ اور اُس کے علاوہ یہ بھی ہمیں سمجھ نہیں آتی کہ چھ گھنٹے اور آٹھ گھنٹے میں 12 گھنٹے میں ٹکٹس اتنے اوپر نیچے کیوں ہو جاتے ہیں۔ جو اِن کے ریجنل ذمہ دار لوگ ہیں وہ اِن چیزوں کو دیکھیں۔ پہلے پی آئی اے تھی یا دوسری جتنی بھی ایئر لائنز تھیں اُن میں ایک چیز موجود ہوتی تھی کہ جی اتنا ٹکٹ ہے یہ آپ نے دینا ہے اور کرنا ہے۔ اب یہ fluctuation اتنی کیوں ہو رہی ہے within 12 hours اور یا 24 hours ایک دم اتنی سپیڈ سے کیوں ٹکٹس جا رہے ہیں۔ کیونکہ majority لوگوں کی جو اپنی فیملی کے ساتھ travels کرتے ہیں۔ اُن کا کوئی genuine issue ہوتا ہے جس پر جاتے ہیں۔ basically health کا issue ہوتا ہے جو یہاں سے travel کر کے جاتے ہیں۔ اگر وہ فیملی کے ساتھ جا رہے ہیں تو ہم یہ اندازہ لگائیں کہ اگر ایک گھر سے چار لوگ

بھی جا رہے ہیں پانچ تو 70، 80 ہزار کے حساب سے اُنکا کتنا travelling کا ہو رہا ہے۔تو اِن پر ہمارے تمام آنریبل ممبرز نے بھی بات کی ۔ جتنا زیادہ ہم کہیں گے وہی پوائنٹس ہیں چیزیں ساری وہی آرہی ہیں۔تو ہماری یہ request ہے آپ جناب سے کہ اِس چیز کو بالکل آپ اِس پر رولنگ دیں۔اور صرف اُن پر نہ چھوڑیں کہ ریجنل منیجر آکے دیکھے۔آپ اُنکے لیے ایک کمیٹی بنائیں اُن کو بلائیں اوران سے پوچھا جائے۔کہ یہ اِس طرح کا رویہ صرف بلوچستان کے ساتھ کیوں رکھا جارہا ہے؟ جس طرح سے زمرک خان صاحب اور تمام ممبرز نے ثبوت دیئے ہیں۔کہ دوسری جگہوں پر جو travelling ہے اسلام آباد ٹو کراچی یالاہور وہ سب کم کرائے پر ہیں except ہمارے بلوچستان کے۔تو جتنا بھی ہم اِس issue پر بات کریں گے اسپیکر صاحب چلے گئے تو دوسرے آنریبل ممبرز نے بھی بات کرنی ہے۔تو kindly اِس کو ہم seriously لیں اوراِس قرارداد کو ہماری طرف سے مشترکہ قرارداد کردیں۔

جناب اسپیکر: ok Thank you very much

محترمہ غزالہ گولہ بیگم: Thank you so much اسپیکر صاحب!

جناب اسپیکر: Thank you very much دستگیر بادینی صاحب!

حاجی غلام دستگیر بادینی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب اسپیکر صاحب سب سے پہلے تو مَیں اِس قرارداد جو ہماری بہن میڈم شاہدہ رؤف نے پیش کی ہے۔مَیں اسکی مکمل حمایت کرتا ہوں اور ساتھ ساتھ آپ سے request کرتا ہوں۔ جناب اسپیکر صاحب! کہ آپ اسکو اسمبلی پورے ایوان کی طرف سے مشترکہ قرارداد بنائیں۔تو جناب اسپیکر صاحب! باتیں تو میرے colleagues نے سب نے کیں detail کے ساتھ آپ یقین کریں۔ جناب اسپیکر صاحب! 80 ہزار ایک لاکھ روپیہ پی آئی اے کا fair ہے آپ کراچی جائیں آپ اسلام آباد جائیں۔جیسے میڈم! نے بات کی کہ ہمارے ساتھ یہ سلوک کیوں؟ تو آپ سے گزارش ہے۔کہ جناب اسپیکر صاحب! جیسے کچھ جگہ گوشت کھانے کے بعد دعا یاد آجاتی ہے اور دال کھانے کے بعد وہ دعا انسان بھول جاتا ہے۔تو پی آئی اے کا آج کل ایسا دور چل رہا ہے۔کہ اگر ایک ایک لاکھ روپے کا اُن کا 100 اگر passenger ایک کروڑ روپیہ۔تو ایسے میٹھے الفاظ میں شکریہ ادا کرتے ہیں۔کہ آپ نے ہمارے جہاز میں سفر کیا ہم بہت خوش ہیں کہ آپ نے پی آئی اے کا چناؤ کیا۔تو میری گزارش یہ ہے کہ 80 ہزار اور ایک لاکھ ہے آپ یقین کریں۔ جناب اسپیکر صاحب!

جناب اسپیکر: اور امید ہے آئندہ بھی آپ ہمارے ساتھ سفر کریں گے۔

حاجی غلام دستگیر بادینی: آئندہ بھی ہمارے ساتھ سفر کریں گے۔تو میری گزارش یہ ہے کہ آپ kindly رولنگ دیں۔ یہ ایئر سیرین، ایئر بلو، پی آئی اے، fly Jinnah لائن لگی ہوئی ہے۔اور جناب اسپیکر صاحب! ریٹ کیا ہے

80 ہزار ایک لاکھ آپ یقین کریں جو کیموک انجکشن جو کینسر کے patient کو لگائے جاتے ہیں۔اُن کی families کہتی ہیں ہم afford نہیں کر سکتے۔اگر patient کے ساتھ ایک بندہ بھی جائے۔تو ہمیں ڈیڑھ لاکھ ایک لاکھ 60 ہزار، دو لاکھ کے قریب ہمارا جو ٹکٹ ہوتا ہے۔تو وہ کینسر کا patient بھی مجبور ہے by air نہیں جا سکتا وہ by road جا رہا ہے۔تو میری گزارش یہ ہے کہ اِن کے جو جی ایم صاحبان ہیں جو related ہیں جو ticketing کا باقی جو areas میں نہیں ہیں۔صرف اور صرف یہاں سے آپ کوئٹہ سے جب travel کریں گے کراچی آپ اسلام آباد یہاں 80 ہزار یا ایک لاکھ روپے ہیں۔تو میری گزارش یہ ہے کہ اِن چیزوں کو سختی سے اگر آپ رولنگ دیں۔ سی ایم صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔تو سختی سے جب اِس پر آپ رولنگ دیں گے۔میرا خیال میں تب جا کے یہ ہمارے جو fair ہیں یہ کم ہوں گے۔thank you

جناب اسپیکر: کرتے ہیں، کرتے ہیں۔میڈم راحیلہ کی بات ٹھیک ہے میرا خیال میں فیڈرل گورنمنٹ کے ساتھ ڈائریکٹ رابطہ کرتے ہیں۔جی سنجے کمار صاحب!

میر یونس عزیز زہری (قائد حزب اختلاف): جناب اسپیکر! اِس کو نمٹا دیں۔

جناب اسپیکر: ہاں بہت باتیں ہوئی ہیں ویسے اگر آنریبل ممبر صاحب بولنا چاہتے ہیں۔جی سنجے کمار دو، دو اسپیکر کرتے ہیں اُس کے بعد اُسکو نمٹاتے ہیں۔مختصراً دو، دو منٹ کی speech کریں پھر اُس کے بعد wind up کرنا ہے۔جی سنجے کمار!

جناب سنجے کمار: جی thank you جناب اسپیکر صاحب! آج اِس قرارداد کی ہم مکمل حمایت کرتے ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! ہمارے تمام ساتھیوں کے جو تحفظات ہیں۔مَیں بھی اُس کے بارے میں بتانا چاہتا ہوں۔کچھ دن پہلے 13 نومبر کو میری لاہور سے واپسی تھی تو جب میں نے online reservation کے لیے ٹکٹ بک کرانے کی کوشش کی۔تو مجھے پی آئی اے کا fair لاہور سے کوئٹہ کے لیے ایک لاکھ 40 ہزار روپے کا ٹکٹ مل رہا تھا۔تو جناب اسپیکر! مَیں سمجھتا ہوں کہ ایک لاکھ 40 ہزار آج بھی اگر ہم امریکہ کے لئے ٹکٹ بھی کریں گے ایک لاکھ 65 ہزار روپے کا آئے گا۔جبکہ لاہور کے لیے ایک لاکھ 40 ہزار روپے fair لینا یہ سراسر ایوی ایشن کی طرف سے ناجائز ہے۔آپ کی بات بالکل درست ہے کہ یہ جو travelling مافیا ہے اُن کو لگام دینے کی ضرورت ہے۔جس کے لیے ہماری آپ سب سے گزارش ہے کہ ایک رولنگ دیں اور اِس چیز کا نوٹس لیں۔

جناب اسپیکر: done Thank you very much اسد بلوچ صاحب!

میر اسد اللہ بلوچ: thank you جناب اسپیکر صاحب! یہاں تو آج تین قراردادیں تھیں ایک اصغر صاحب نے

پیش کی اور ہمارے ہدایت اللہ صاحب کی قرارداد ہے۔ تینوں قرارداد اپنی اہمیت کی حامل اچھی عوامی نوعیت کی قراردادیں ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! ایک دکھ کے ساتھ آپ اور پورے ہاؤس سے مخاطب ہو کے ہماری اسمبلی میں سینکڑوں کی تعداد میں قراردادیں پاس ہوتی ہیں ہر سیشن میں قرارداد پاس ہوتی ہے۔ اور ہر قرارداد بلوچستان کے عوام کے وسیع تر مفاد میں اور وفاق سے ریکوئسٹ کی جاتی ہے۔ کہ یہ ہمارے بنیادی fundamental rights ہیں ہمارے ساتھ تعاون کیا جائے ریلیف دیا جائے۔ لیکن مجھے آج تک ایک قرارداد جس پر عمل ہوا ہو آپ اور سی ایم صاحب کی سربراہی میں اِدھر سب نے clapping کی ہے کہ یہ قرارداد منظور ہوا شکر یہ اسلام آباد آپ کی کوئی قرارداد منظور نہیں ہوئی یہ ایک سوال بنتا ہے ایک تشنگی کی ہے۔ ہم نے یہاں بجلی کے متعلق کئی قراردادیں پاس کیں بجلی کی لوڈ شیڈنگ ختم نہیں ہوئی۔ ہم نے گیس کے متعلق کئی قراردادیں پاس کی ہیں رات کو 10 بجے کے بعد گیس بند ہے لوگ سردی سے تکلیف میں ہیں اُن کی شنوائی نہیں ہوئی۔ زمینداروں کے بارے میں یہاں کئی قراردادیں پاس کیں اُن کی کبھی شنوائی نہیں ہوئی۔ تو اِس قرارداد پر مَیں اگر ایک گھنٹہ بولوں پھر ٹائم ضائع ہوتا ہے۔

جناب اسپیکر: جی ہاں۔

میر اسد اللہ بلوچ: مَیں یہی کہتا ہوں کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ بلوچستان ہمارے ماتھے کا جھومر ہے ہمارا دل ہے اور کہتے ہیں کہ بلوچستان کے بغیر پاکستان نامکمل ہے۔ اُن سے ریکوئسٹ کی جاتی ہے کہ اِس پسماندہ سماج بلوچستان کے ماحول بلوچستان کے معروضی حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے عملی طور پر کچھ کام کریں۔ تاکہ یہ ممبر جہاں ہر ایک اپنے حلقے میں جائیں اور خوشی کے ساتھ یہ کہیں کہ ہم نے جو قرارداد پاس کی متفقہ طور پر اُس پر عمل درآمد ہوا۔

جناب اسپیکر: آپ ہمارے لوگوں پر احسان کریں۔

میر اسد اللہ بلوچ: آپ مہربانی کریں ایک دفعہ آپ بھی ساتھ تھے جب نواب رئیسانی کے ساتھ ہم گئے بجٹ بنانے کے لیے فنڈ نہیں تھا NFC ward سے پہلے آپ کو یاد ہوگا ہم گئے دو گھنٹے وہاں مذاکرات ہوئے اُس میں کافی ہم نے دلیل کے ساتھ بات کی پھر ہم سات ارب روپے لے کے یہاں آئے اپنا بجٹ بنایا۔ مجھے یقین ہے جب چیزیں مشترکہ ہوتی ہیں کچھ چیزیں قدرے مشترکہ ہیں۔ وہ کسی گاؤں کسی تحصیل کسی ڈسٹرکٹ کے نہیں ہیں وہ قدرے مشترکہ ہیں دو کروڑ 30 لاکھ عوام کے مفادات کے ہیں۔ میرا ذاتی طور پر اگر دو لاکھ روپے ٹکٹ پر لگتا ہے مجھے تکلیف ہوتی ہے۔ لیکن جن لوگوں کی گنجائش ہی نہیں ہے اُن کا؟ کیا جن کے مریض راستے میں مرجاتے ہیں اُن کا کیا؟ آپ اور سی ایم صاحب سب کو ساتھ لے کے جائیں اگر وہاں دو چار قراردادوں میں آپ کو کامیابی ہوئی۔ میرے خیال میں ایک اچھا message بلوچستان میں آجائے گا،۔ پھر میں باتوں پر بات کروں ایک گھنٹہ بولوں یہ ظلم ہوا۔ ایک ہی بات ہے

کہ ایک قرارداد پر شروع سے لے کر آج تک کوئی عمل نہیں ہوا یہ سوالیہ نشان ہے یہ کس پر بنتا ہے؟ اِس کا جواب کس کو دینا ہے آنے والے وقت میں تاریخ میں لکھی جاتی ہے۔ مَیں کہتا ہوں کہ تاریخ کو اگر صحیح لکھا جائے یہی بہتر ہے۔ thank you جناب اسپیکر صاحب!

جناب اسپیکر: Thank you very much زرک مندوخیل صاحب ok

میر سرفراز احمد بگٹی (قائد ایوان): سر! میں اگر اِس کو windup کے لیے صرف ایک دو جملے کہہ دوں۔

جناب اسپیکر: جی please

جناب قائد ایوان: سر! مَیں اگر اِس کو wind-up کیلئے صرف ایک دو جملے کہہ دوں۔

جناب اسپیکر: جی please

جناب قائد ایوان: and I request کہ کافی دیر اِس پر بحث ہوگئی ہے no doubt in it کے بہت اہمیت کی حامل قرارداد شاہدہ رؤف صاحبہ کی طرف سے آئی ہے یہ تکلیف ہم تو پارلیمانٹیرینز ہیں کہیں نہ کہیں afford بھی کر سکتے ہیں جو عام بلوچستانی ہیں بہت زیادہ suffer کر رہے ہیں جب یہ start ہوا تھا تو مَیں نے آنریبل پرائم منسٹر کو اِس پر خط لکھا تھا اور اُس کے بعد مَیں نے پھر minister of defence خواجہ آصف صاحب سے خود ٹیلیفون پر بات کی جو ایوی ایشن کے بھی منسٹر ہیں لہٰذا اب solution ایک ہی رہ گیا ہے کہ جس طرح میر اسد بلوچ صاحب نے کہا کہ ہم اِسی week میں تمام پارلیمانی لیڈرز کو دعوت دیتے ہیں کہ میرے ساتھ چلیں اِس قرارداد کو بھی ساتھ لے کر جاتے ہیں چاہے اپوزیشن کے دوست ہوں چاہے ٹریژری بنچز کے ہوں جا کے منسٹر ایوی ایشن سے ملتے ہیں اور پرائم منسٹر سے ملتے ہیں بلوچستان کا یہ مسئلہ حل طلب اور غور طلب ہے کیونکہ یہ انتہاہی نامناسب ہے کہ یہاں سے دوبئی کا جو fare ہے وہ سستا ہے کراچی پشاور سستا ہے اسلام آباد کراچی سستا ہے لیکن ہمیں پتہ نہیں لاہور کراچی سستا ہے ہم we are not sons of lesser God تو یہ واقعی بہت زیادتی ہے چلیں، نجی flying companies ہوتی ہیں اُن کی بھی regularity authority گورنمنٹ ہی ہوتی ہے وہ civil aviation authority ہے اور سول ایوی ایشن اتھارٹی کا اِدھر کوئی کام ہی نہیں ہے بلوچستان کے لوگوں کیلئے جب آپ کا چیف منسٹر خط لکھ رہا ہے اُس کا کوئی جواب نہیں ہے ٹیلیفون کر رہا ہے اُس کا کوئی جواب نہیں ہے تو ہم پہلے دن سے کہہ رہے ہیں کہ ہم بلوچستان کے ایشوز پر we will remain polite but we will remain very firm تو ہمیں بڑا firm رہنا پڑے گا let makes it an example اِسی قرارداد کو لے کے ہم کل پرسوں آج کل تک شاید مَیں ٹھیک ہو جاؤں گا ٹائم لینا میری ذمہ داری ہے لیڈر آف اپوزیشن بھی میرے ساتھ چلیں اور اپوزیشن کے

دوست بھی میرے ساتھ چلیں باقی دوست بھی چلیں جا کے وفد کی صورت میں ملتے ہیں اور بلوچستان کے مسائل پر سیر حاصل نہ صرف وزیر اعظم سے پہلے منسٹر ڈیفنس سے بات کرلیں گے اُس کے بعد وزیر اعظم سے بھی مل لیں گے اور اِس مسئلے کو ہمیشہ کے لئے حل کرلیں گے۔ اگر نہیں ہوتا ہے تو we have another options as well

جناب اسپیکر: yes

جناب قائدایوان: we don't want to go to that دیکھیں ہمارے پاس جو option موجود ہے اِنکے یہاں جو managers ہیں they are answer to us ہاں چلیں ہمارا اسلام آباد میں بس نہیں چلے گا اِن سب کو تو پکڑ کر ہم اندر کردیں گے۔ بلوچستان کے لوگوں کا مسئلہ ہے تو ہم کیوں نہ اِس طرح کریں ہمارے پاس laws ہیں ہم اِن کو دیکھیں جب ہم 16 MPO کہتے ہیں it is maintenance of public order now it is better of public order کل پبلک جا کے ایئرپورٹ کو جلا دے اُس پر جا کر احتجاج کرے تو why not to arrest them before that کہ لوگ جا کے ایئرپورٹ کا گھیراؤ کرلیں یا اِن کے دفتروں کا گھیراؤ کرلیں تو I am giving them a warning وہ اپنی اُدھر بات کریں اوپر اپنے اُن سے fly jinnah یا جو بھی ہے اور علاوہ ازیں میرے ساتھ سارے ممبرز چلیں مَیں ساتھ لے جانے کے لئے تیار ہوں میرے جہاز پر چلیں ہم سارے پارلیمانی لیڈرز چلتے ہیں اور جا کر بات کرتے ہیں اِس مسئلہ پر thank you۔

جناب اسپیکر: جی۔

جناب قائدایوان: اور آپ شاید اِس پر کوئی رولنگ دینا چاہتے ہیں؟

جناب اسپیکر: آپ کے آنے سے پہلے ایک قرارداد اور تھی جو کہ سندھ پولیس اور سندھ گورنمنٹ سے متعلق تھی کہ وہاں بلوچستان کے لوگوں کے ساتھ جو بلوچستان کے باسی ہیں اُن کے ساتھ زیادتی ہوتی ہے بھتہ خوری ہوتی ہے، ایف آئی آر اور تنگ کرتے ہیں اِس نام پر کہ وہ سندھ کے ہیں بلوچستان کے مختلف حصوں کے رہنے والے ہیں اُس پر تجویز ممبر کی طرف سے یہ آئی تھی کہ ایک کمیٹی بنائی جائے اور وہ کمیٹی جا کے گورنمنٹ آف سندھ سے ملے جس پر صادق عُمرانی صاحب اور علی حسن زہری صاحب نے promise کیا ہے کہ ہم اُن کے ساتھ جائیں گے۔ تو میری یہ خواہش ہے اگر اُس پر بھی دو الفاظ بتا دیں کہ اگر آپ اُنکے ساتھ۔۔۔

جناب قائدایوان: ٹھیک ہے۔ میر صادق عمرانی as seasoned لیڈر آف پاکستان پیپلز پارٹی وہاں ہماری حکومت ہے یہ اُس کمیٹی کو لیڈ کریں اور جا کے۔۔۔

جناب اسپیکر: چیف منسٹر سندھ سے۔۔۔

جناب قائد ایوان: چیف منسٹر سندھ سے ملیں لیکن کل کے اخبار میں میں پڑھ رہا تھا کہ کراچی میں ایک بس intercept کی گئی اور وہاں ایک خاتون سے کل پرسوں کے اخبارات میں آیا تھا ایک خاتون سے مجھے exact یا د نہیں ہے ہیرون بھی برآمد ہوئی ہے تو ایسے کام بھی ہمارے لوگ کرتے ہیں کہ جب اس طرح کی transportation ہوتی ہے تو ظاہر ہے گورنمنٹ کہیں نہ کہیں اپنے کچھ strict measures کرتی ہیں لیکن still I agree جو ہاؤس کا sense ہمارے لوگ جائیں۔ میر صادق صاحب، میر علی حسن زہری صاحب اور باقی دوست ہیں جو بھی اُس کمیٹی کا اِن کو چیئر مین بناتے ہیں جا کے بات کرلیں گے۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے۔

جناب قائد ایوان: اسکے علاوہ before coming to the next جو قرارداد ہے مولانا صاحب کی مَیں مولانا صاحب سے بہت humbly request کرتا ہوں کہ اِس قرارداد کے جو الفاظ ہیں اِس کو drop کردیں ایک تو پوری ہمارے پاس کوئی لسٹ ہونی چاہیے کہ کون پرتعیش کھانے کرتا ہے ظاہر ہے جب مہمان لوگ آتے ہیں چیف منسٹر ہاؤس یا گورنر ہاؤس میں آتے ہیں اُن کا کھانا وہاں ہوتا ہے کبھی کبھار اِس طرح کے پروگرامز ہوتے ہیں جس میں آپ کے انٹرنیشنل guests آتے ہیں یہ پوری دنیا میں practices ہیں ایسا نہیں ہے صرف یہاں ہیں پورے پاکستان میں practices ہیں ہمیں اس بات کا احساس ہے کہ ہم غریب صوبہ ہیں لیکن کوئی ریکارڈ کوئی اس طرح کی چیز بھی نہیں ہے اِس قرارداد کے ساتھ کوئی اربوں روپے لگ گئے اِن اربوں روپے سے کوئی واٹر سپلائی اسکیمز کوئی ہائی سکولز بن جاتے تو اِس طرح کی چیزیں لاکر اپنی اسمبلی میں ہم self disrespect کر رہے ہیں I humbly request on through yourself and through my self as well and i request leader of the opposition as well کہ ہم سب مل کے مولانا صاحب سے ریکوئسٹ کریں کہ اِس قرارداد کو drop کریں اور یہ حکومتیں اسی طرح چل رہی ہیں ہم کوشش کریں گے کہ ہم اپنے measures hospitality وہ ضرور لیں گے لیکن مَیں ریکوئسٹ کرتا ہوں کہ اِس قرارداد کو drop کردینا مناسب ہے۔

جناب اسپیکر: .ok thank you آیا قرارداد نمبر 69 منظور کی جائے؟ قرارداد نمبر 69 متفقہ طور پر منظور کی جاتی ہے۔ مولانا ہدایت الرحمٰن صاحب! آپ سے ریکوئسٹ ہے آپ اپنی قرارداد کو withdraw کریں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: ایک منٹ بات کروں؟

جناب اسپیکر: جی جی۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: اِس میں، دیکھیں یہ دُرست ہے میں سی ایم صاحب کے ساتھ خود بیٹھوں گا ابھی

بتاؤں گا، کہ بلوچستان میں کیا ہو رہا ہے۔ بلوچستان میں وسائل کا بہت زیادہ ضیاع ہو رہا ہے بہت زیادہ انتہائی جو دوائیوں کے پیسے ہیں ہم بجٹ میں مختص کرتے ہیں مجھے ایک لاکھ روپے دے دیں کینولا نہیں ہے جو 24 نمبر والا میں آپ کو پورے سال کے لیے ایک لاکھ میں خرید کر دے سکتا ہوں وہ اگر 10 روپے میں ہے تو گورنمنٹ 150 روپے میں خریدتی ہے کیوں؟ یہ ضیاع نہیں ہے؟ اِس طرح کی چیزیں بہت زیادہ ہیں کہ ایک کینولا آپ ہول سیل مارکیٹ میں کوئی چیز لے لیں اسپیکر صاحب! وہ سستا ہوتا ہے کہ مہنگا؟

جناب اسپیکر: تو وہ 25% taxes کون دے گا؟

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: بھئی! کیوں یہ ایک کینولا 10 روپے کا 150 روپے میں ہے؟ ہماری اگر ایک ارب روپے کی میڈیسن کا بجٹ ہے ایک پورا سال کا 150 روپے پر کیوں خریدتے ہیں؟ اِسطرح کے کھانے بھی ہیں چیزیں بھی ہیں، مَیں سیکرٹریٹ جاتا ہوں فلاں سیکرٹری کہاں ہے کہتے ہیں کہ جرمنی میں، فلاں سیکرٹری کہاں کہتا ہے تائی لینڈ میں، فلاں سیکرٹری چائنا میں ہے اپنی جیب سے جاتے ہیں؟ یہ نہیں ہے تو اُن خرچوں کا بھی آپ حساب لے آئیں کہ سیکرٹری صاحب باہر جاتے ہیں اِن کے کتنے اخراجات ہوتے ہیں گھروں کے بھی ہماری بیوروکریسی کی جتنی مراعات ہم پر الزام لگا تا ہے کہ سیاسی لوگ شاید ہم لوگ کرتے ہیں ہم سے زیادہ تو بیوروکریٹس ہیں باقی ہیں۔ تو میرے کہنے کا مقصد ہے اِدھر اُدھر کھانوں پر بھی ہے مَیں کتنا کھاتا ہوں؟ سی ایم صاحب ہم غریب ہیں ہم غریب صوبے کے ہیں ہمارے بچے جناح ہسپتال میں دوائی نہ ہونے کی وجہ سے مرتے ہیں۔ پورے ایشیاء میں یہ رپورٹ سب سے زیادہ مائیں بچے جننے کے وقت مرتی ہیں وہ صوبہ بلوچستان ہے، ہم سب سے زیادہ پسماندہ ہیں۔ یہاں کرپشن بھی بہت کمیشن خوری اور کتنا ہے؟ کتنا کمیشن ہے میں MPA ہو سب یہاں وزیر اور ایم پی ایز ہیں کتنی کمیشن خوریاں ہیں؟ جزاک اللہ۔

جناب اسپیکر: thank you. ok ok ایک منٹ شاہدہ رؤف صاحبہ! آپ کچھ کہنا چاہ رہی ہیں؟

محترمہ شاہدہ رؤف: reference سے سی ایم صاحب شکریہ ادا کروں گی اپنی قرارداد کے بارے میں اور اس کے علاوہ پرسنلی بھی ہوسکتا ہے میرے سیاسی اختلافات تو سی ایم صاحب سے بہت ہوں لیکن ایک چیز جس کو میں appreciate کرنا چاہوں گی کہ as a CM اِنہوں نے جس طرح سے اپوزیشن کو ساتھ لے کے چلے ہیں ابھی کچھ دن پہلے بھی مجھے ایمرجنسی میں جب جانا پڑا اور کوئی way نہیں تھا بلوچستان سے باہر جانے کا تو سی ایم صاحب نے خود مجھے offer کی اور مجھے facilitate بھی کیا۔ I am personally grateful to you Sir!

جناب اسپیکر: ok Thank you very much. ok hold on ایک منٹ مولانا ہدایت الرحمٰن صاحب کی قرارداد نمبر 70 محرک نے withdraw کر دی ہے پوائنٹ آف آرڈر پر اصغر ترین صاحب (مداخلت)

جناب اصغرعلی ترین: جناب اسپیکر صاحب! یہاں۔۔۔

جناب اسپیکر: ایک منٹ کیا؟ ایک منٹ اصغر ترین صاحب جی کیا کہہ رہی ہیں میڈم؟ میڈم کا مائیک آن کریں جی۔

وزیر محکمہ تعلیم: آپ کو یہ ریکوئسٹ کی تھی کہ آپ اِس پر اپنی رولنگ دیکر مشترکہ قرارداد کے طور پر کریں آپ نے کہا۔

جناب اسپیکر: جی بالکل۔

وزیر محکمہ تعلیم: آپ نے کہا ہی نہیں ہے وہ آپ کردیں آپ رولنگ دے دیں۔

جناب اسپیکر: یہ قرارداد مشترکہ طور پر منظور کی جاتی ہے۔آپ کو جی لیڈر آف دی اپوزیشن۔

میر یونس عزیز زہری (قائد حزب اختلاف): ہم آپ کی کرسی کا احترام کرتے ہیں۔ میں تین دفعہ اُٹھا آپ میرے status کا خیال رکھیں۔ باقی ہمارے لیے تمام صاحبان قابلِ احترام ہیں۔آپ نے مجھے موقع نہیں دیا leader of opposition یا leader of the house جب بھی اُٹھتے ہیں تو ان کو کم سے کم موقع دیا کریں کہ بات کریں میں تین دفعہ پہلے اُٹھا آپ مجھے بٹھا رہے ہیں کہ فلاں بات کریں گا آپ نے آخر تک قرارداد پر مجھے بات کرنے نہیں دیا۔

جناب اسپیکر: نہیں ایسی بات نہیں ہے۔جب بھی آپ کھڑے ہوئے ہیں میں نے آپ کو اُسی وقت بولنے کی اجازت دی ہے۔

جناب قائد حزب اختلاف: آپ دیکھیں! جناب اسپیکر! میں آپ کے اِس رویّہ کے خلاف walkout کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: اصل میں ہم، ایک منٹ آپ بیٹھ جائیں سنیں ذرا۔دیکھیں۔ leader of the opposition کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ جب بھی کھڑے ہوں گے آپ بولیں گے۔آپ کے بولنے کا It is subject to the approval of the Chair۔ Chair آپ کو permit کرے گا قانون کے مطابق آپ اس کے بعد بول سکیں گے تقریباً۔تو میری آپ سے یہ گزارش ہے ہم آپ کی بھی قدر کرتے ہیں بحیثیت اپوزیشن لیڈر ہمیشہ ہماری کوشش رہی ہے۔

جناب قائد حزب اختلاف: سب کو موقع دیا جائے اس قرارداد پر بات کرنے نہیں دیا۔

جناب اسپیکر: نہیں وہ میں معذرت کے ساتھ دیکھیں میں نے پہلے ہی گزارش کی تھی۔

جناب قائد حزب اختلاف: جناب اسپیکر! لیڈر آف دی اپوزیشن دیکھیں۔

جناب اسپیکر: یہ آپ دیکھیں، یہ سارے honourable

جناب قائد حزب اختلاف: آپ ہمارے status کا خیال رکھیں۔میں اگر پرچی روانہ کر کے speech کرلوں تو پھر مجھے لیڈر آف دی اپوزیشن یہاں بیٹھنے کا حق نہیں ہے۔چار دفعہ ریکوئسٹ کی۔

جناب اسپیکر: I am sorry for that ،اگر ایسا ہوا ہے۔

جناب قائد حزب اختلاف: میں آپ سے sorry کرتا ہوں کہ میں خواہ مخواہ میں اُٹھا تھا۔

جناب اسپیکر: ok تقریباً done ہو گیا ہے انشاءاللہ next time ہم کوشش کریں گے آپکو موقع دیں گے۔ جی اصغر ترین صاحب۔

جناب اصغر علی ترین: جناب اسپیکر صاحب! یہاں تو PIA کے tickets کے حوالے سے بات ہو گئی ہے اور سی ایم صاحب نے کہا کہ جی ہم وفاق کے پاس جا کے بیٹھنے کو تیار ہیں اِس کے ساتھ ساتھ ہمارا سب سے بڑا مسئلہ گیس اور بجلی کا ہے۔اور جب سے یہ اسمبلی بنی ہے آج دن تک جب گرمیاں آتی ہیں تو بجلی غائب اور جب سردی آتی ہے تو گیس غائب۔جناب اسپیکر صاحب! پتہ نہیں ہمارے ساتھیوں کے علم میں ہے یا نہیں کہ 10 بجے کے بعد رات گیس بند کی جاتی ہے مجھے آپ بتائیں جن حضرات نے وفاق میں بیٹھ کر یہ فیصلہ کیا ہے اُن کو اِن چیز کا ادراک ہے کہ کوئٹہ میں کس حد تک سردی ہے؟ یعنی یہ ٹھیک یہ چیز کراچی پر Implement کر سکتے ہیں، لاہور میں کر سکتے ہیں، even کہ اسلام آباد بھی ہو سکتا ہے بلوچستان کیا اس چیز کا متحمل ہے کہ 10 بجے کے بعد آپ گیس بند کر دیں اور کہیں جی اور گیس نہیں ہے؟ جناب اسپیکر صاحب! اِس میں بھی میں نے ایک ریکوئسٹ ہے کہ گیس اور بجلی کو بھی اس میں شامل کیا جائے۔ اگر وفاق سے بات کی جاتی ہے، سی ایم صاحب کی سربراہی میں کوئی وفد جاتا ہے تو اس میں tickets کے حوالے کے ساتھ ساتھ گیس کا بھی issue ہے۔اب جناب اسپیکر صاحب! آپ خدا پر یقین کریں کہ پشین شہر کے اندر بجلی نہیں ہے 24 گھنٹے میں تین گھنٹے بجلی ہے یا دو گھنٹے بجلی ہے اگر پوچھتے ہیں کہ بجلی کیوں نہیں ہے؟ کہتے ہیں بل جمع کرنا آپ کا کام ہے ہمارا کام تو نہیں ہے یہ تو واپڈا کا کام ہے۔اب جناب اسپیکر صاحب! گیس تو کوئٹہ کے علاوہ یہاں بھی 10 بجے بند ہوتی ہے۔کوئٹہ سے باہر کسی بھی district میں آپ جائیں وہاں تو گیس ہے نہیں دیہات کو چھوڑیں، جو پائپ بچھائے ہوئے اربوں روپے خرچ کیے ہوئے ہیں باقی districts میں، شہروں میں جہاں connection ہے وہاں گیس بالکل نہیں ہے۔اور ابھی مزید سردی بڑھ رہی ہے جناب اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر: آپ اُس کمیٹی میں شامل ہو جائیں۔

جناب اصغر علی ترین: میں بالکل شامل ہوں گا جانے کو تیار ہوں، شامل ہونے کو تیار ہوں جناب اسپیکر صاحب! لیکن یہ ہے کہ گیس اور بجلی کا جو مسئلہ ہے اُس کو بھی once for all اِس کو serious لیا جائے۔

جناب اسپیکر: serious issue ہے، serious issue ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے۔

جناب اصغر علی ترین: thank you

جناب اسپیکر: Thank you very much اب اسمبلی کا اجلاس بروز بدھ۔جی میڈم! کیا بتائیں؟ آپ بولیں، آپ بولیے۔

محترمہ فرح عظیم شاہ: جناب اسپیکر صاحب! نہیں میں نے آپ سے ایک خاص طور پر ریکوئسٹ کی تھی کہ۔۔۔

جناب اسپیکر: اب اِس کو ختم کرتے ہیں next session میں بتائیں۔

محترمہ فرح عظیم شاہ: ٹھیک ہے۔جناب اسپیکر صاحب!

جناب اسپیکر: اب اسمبلی کا اجلاس بروز بدھ مورخہ 19 نومبر 2025 بوقت سہ پہر تین بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 6 بجکر 35 منٹ پر اختتام پزیر ہوا)

☆☆☆